www.paksociety.com

ناولٹ

من جانباز

سحر ساجد

تیسرا حصہ

Downloaded From
Paksociety.com

عائلہ، موی کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر بے حد گھبرائی اور اس کے اس طرح پکارنے پر جمیب بھاگتے ہوئے آئے تھے۔ انہوں نے فوراً اس کا بی پی چیک کیا تھا اور اسے اسی صوفے پر بٹھا کر میڈیسن اس کی زبان کے نیچے رکھی تھی۔ بی پی ہائی تھا۔

''اسے اسپتال لے چلتے ہیں۔'' عائلہ نے بھرائی آواز میں کہا۔

''ابھی میڈیسن دی ہے، دیکھ لینے دو اگر فرق نہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑا تو لے چلیں گے۔'' حبیب پریشان تھے مگر خود کو کمپوز کیے ہوئے تھے۔ گل سو رہی تھیں اور لاؤنج میں ہونے والی کارروائی سے یکسر بے خبر تھیں..... حبیب نے چند لمحے بعد پھر سے اس کا بی پی چیک کیا تھا اب کہ وہ پہلے سے نسبتاً کم تھا۔

''اسے کمرے میں لے جاؤ عائلہ..... کپڑے چینج کروادو۔'' حبیب کے کہنے پر عائلہ نے سر ہلایا اور وہ دونوں مومی کو کمرے میں لے آئے تھے اور پھر ساری رات حبیب اور عائلہ اسی کے پاس رہے تھے۔ حبیب وقفے، وقفے سے اس کا بی پی چیک کرتے رہے اور عائلہ اس کے چہرے، پیشانی اور گردن پر ابھرنے والے پسینے کو صاف کرتی رہی۔ صبح کے قریب اس کا بی پی نارمل ہو گیا تھا اور وہ سکون سے سو گئی تھی۔ اس کے سوتے ہی حبیب اپنے کمرے میں چلے گئے تھے اور عائلہ وہیں اس کے پاس ٹھہری رہی۔ ان دونوں کا کوئی ارادہ نہیں تھا گل کو اس سب کے بارے میں بتانے کا۔ شکر تھا کہ اسے اسپتال لے جانے کی نوبت نہیں آئی تھی۔

☆☆☆

اس کے دروازے پر ہلکی سی ناک ہوئی۔ رات کا وقت تھا اور وہ لیپ ٹاپ کھولے کچھ پڑھ رہا تھا۔ artillary کے متعلق کوئی فیچر تھا۔ وہ دستک کی آواز پر چونکا اور سر اٹھا کر دروازے کی سمت دیکھا۔

''یس کم آن.....'' اور پھر دوبارہ سر جھکا کر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ دروازے کا ناب گھوما، چر چراہٹ کی آواز بلند ہوئی۔ وہ متوجہ نہ تھا اور پھر دروازہ پورے کا پورا کھل گیا تھا۔ وہ کرنل صاحب تھے۔

''پاپا؟'' وہ حیران ہوا دوسری نظر گھڑی تک گئی کسی وجود کے اندر آجانے کے احساس کے بعد اس نے اوپر دیکھا اور چہرے کے تاثرات حیرت میں بدلے تھے۔ کرنل صاحب اسے دیکھ کر مسکرائے تھے۔

''تمہاری ممی، تمہاری کامیابی کو سیلیبریٹ کرنے کے لیے ایک پارٹی ارینج کرنا چاہتی ہیں۔'' روم چیئر کھینچ کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ بولے تھے۔ مسکراتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ کا lid نیچے کیا تھا۔

''تو آپ کیا مجھ سے پارٹی کی تھیم ڈسکس کرنے آئے ہیں؟'' وہ اسی طرح سے مسکرا رہا تھا مگر اب کہ مسکراہٹ میں شرارت کا رنگ بے حد تیزی سے گھلا تھا۔ کرنل صاحب کی مسکراہٹ بھی گہری ہوئی۔

''نہیں، میں تو تمہیں کچھ دینے آیا ہوں۔'' وہ اسی طرح مسکراتے ہوئے ان کے حرکت کرتے ہوئے ہاتھ کو دیکھتا رہا..... جو کہ پاکٹ تک گیا تھا۔

''یہ، یہ تمہاری کامیابی کے لیے.....'' اور پھر ایک چیک نکال کر انہوں نے اسے پکڑایا تھا۔

مسکراہٹ غائب ہوئی، حیرانی کا عنصر نمایاں ہوا..... اور اسی حیرانی کے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر کرنل صاحب کے ہاتھ سے چیک پکڑا تھا۔

''فور ہنڈرڈ تھاؤزنڈ..... چار لاکھ؟'' اس نے چیک پڑھتے ہی شاکڈ ہو کر کہا۔

''یہ یقیناً کسی بھی ہائی فائی پارٹی سے بہتر ہے۔ اپنا دیرینہ شوق پورا کرنا۔'' کرنل صاحب اسی طرح سے مسکرا رہے تھے۔

''آپ کا مطلب ہے کہ..... کہ.....'' وہ کچھ سمجھتے ہوئے خوش ہو کر بولا تھا۔

''یس.....'' کرنل صاحب نے سر ہلایا۔

اس نے مسکراتے لبوں اور چمکتی ہوئی آنکھوں سے اس اماؤنٹ کو دوبارہ پڑھا۔

"400000it,s the best gift ever"

اور چیک کو ہوا میں لہرا کر مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

''تم نے بھی تو اب تک کی سب سے بہترین خوشی دی ہے۔'' وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے تھے۔

''مگر اچھا ہوتا اگر آپ 4 کے بجائے 6 لکھتے۔''

کرنل صاحب اس کے انداز پر قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

''باقی کی رقم خود ارینج کرنا۔'' پھر اچانک

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مصنوعی سختی سے بولے تھے۔ ''ہر چیز پلیٹ میں رکھ کر نہیں ملتی ڈیئر سن اور تمہیں تو بالکل بھی نہیں ملے گی۔''

بے اختیار وہ ہنسا تھا۔

''جانتا ہوں..... لیکن پلیٹ آدھی سے زیادہ بھر دی آپ نے۔'' اس نے انہیں آنکھ ماری تھی۔ اور وہ ایک بار پھر سے ہنس دیے تھے۔

"anyhow Mr colonel! I,m obliged for this act of love."

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔

کرنل صاحب نے ایک دفعہ پھر سے اس کا کندھا تھپتھپایا تھا۔

"my brave son"

☆☆☆

اگر ssg کا تعارف ایک جملے سے کیا جانا ممکن ہو تو وہ جملہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"they are deadly even with no weapons other than their hands and feet"

تو وہ سب بھی deadly تھے، مہلک تھے۔ وہ اس بیس کے ایک کمرے کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ چوکھٹ پر رکھے منہ میں کچھ چبا رہا تھا۔ اس کی تیز، پُرسوچ، گہری نظریں دن کے اجالے میں بھی کسی چیز کو کھوج رہی تھیں اور اس کی پشت پر بے چینی تھی جو باقی افراد کی آواز میں جھلکتی تھی اور اس تک پہنچتی تھی۔

''ابھی تک اسپیئر پارٹس نہیں پہنچے..... واٹ دا ہیل از دس؟'' اس کے ساتھی نے بے حد غصے سے صوفے کو اک لات رسید کی تھی۔

''تمہارا غصہ جی ایچ کیو کی ٹیم کو روکنے والا نہیں..... وہ کل صبح یونٹ کی انسپیکشن کے لیے آرہے ہیں۔'' اک تیسرے فرد نے بے حد تحمل سے کہا تھا۔

''اور ہماری بہت سی جیپیں unserviceable ہیں۔'' کھڑکی میں کھڑے فرد نے ٹکڑا لگایا تھا اور وہاں اس کمرے میں اک خموشی سی پھیل گئی تھی۔

''اسپیشل سروسز کی یونٹ اور وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر h eaven,s help کے انتظار میں ہے۔ how disgusting it is'' وہ اسی طرح سے تیز نظروں سے کچھ کھوجتے ہوئے منہ میں کچھ چباتے ہوئے تیز لہجے میں بولا تھا۔

''اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں..... ماسوائے heaven,s help کے انتظار کے.....'' اس بات پر وہ سرعت سے پلٹا اور یہ بات کہنے والے چوتھے فرد کو غصے سے گھورا تھا۔

''تم یہ الفاظ واپس لو یا پھر اپنی یونیفارم کو آگ لگا دو۔ you are a commando'' اور سب اس کو دیکھنے لگے کہ یوں جیسے کیا کیا جا سکتا تھا اس مسئلے کا اور وہ یوں سب کے دیکھنے پر کندھے اچکا کر بولا۔

''واٹ.....؟''

''مائنڈ اٹ..... ہم اسپیئر پارٹس اپنی جیب سے خرید نہیں سکتے۔'' اور اس نے بے ساختہ اِک گہری سانس بھری..... دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے اور تھو کر کے منہ میں موجود چیز کو دور پھینکا تھا۔ اس نے حاضرین پر اک تیز نظر ڈالی۔

"let,s do it in ssg,s style"

وہ لفظوں کو چبا، چبا کر سختی سے بولا۔

اور اگلے دن جب جی ایچ کیو کی ٹیم انسپیکشن کے لیے آئی تو ان کی تمام کی تمام ان سروس ایبل جیپیں اس حالت میں تھیں کہ وہ کئی میل کا سفر بنا کسی رکاوٹ اور مسئلے کے طے کر سکتی تھیں۔ اور جب ٹیم انسپیکشن کر رہی تھی اور وہ سب لائن بنا کر تنی گردن اور اٹھے ہوئے سپاٹ چہروں کے ساتھ سامنے دیکھتے ہوئے کھڑے تھے تو اس نے موقع پا کر یونہی سپاٹ سے چہرے کے ساتھ سیدھا دیکھتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

''ممی بال کہتا ہے To find a way or make one'' اور جب وہ بولا تو اس کے ہونٹ ذرا سی حرکت کرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے اس کے ساتھی کمانڈو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے سرعت سے اس مسکراہٹ کو قابو کیا اور یونہی ہاتھ پشت پر باندھے تنی گردن اور اٹھے ہوئے چہرے کے ساتھ سامنے دیکھتا رہا۔

مگر ہوا کیا تھا آخر..... کچھ زیادہ نہیں، ان کی بیس سے قریب 20 میل کے فاصلے پر اِک آرٹلری یونٹ موجود تھی اور وہ کمانڈو تھے۔ انسپیکشن سے ایک رات پہلے چند کمانڈوز اس آرٹلری کی موٹر پارکنگ میں اس خاموشی سے داخل ہوئے کہ گویا بھوت تھے بھوت..... اور ان کا کام ہوگیا تھا۔ گویا یہ بھی اِک گھوسٹ ایکٹویٹی تھی اور جس طرح وہ آئے وہ اسی طرح سے واپس لوٹ گئے تھے اور اگلی صبح ان کی تمام ناکارہ جیپیں اس حالت میں تھیں کہ کئی میلوں کا سفر بنا کسی مسئلے، کسی رکاوٹ کے طے کرسکتی تھیں۔

☆☆☆

دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہونے کے بعد جس پہلی چیز نے اس کا استقبال کیا تھا وہ وہاں کا سکون تھا۔

''اتنی اچھی لائبریری۔'' اس کا منہ کھل گیا۔

''آرمی کی جو ہوئی..... اچھی کیسے نہ ہوتی بھلا؟'' اور اسی سوچ کے ساتھ وہ آگے بڑھ کر اِدھر اُدھر کا جائزہ لینے لگی تھی جبکہ ریسپشن پر موجود لائبریرین تک آئی تھی۔

''بات سنیں.....؟'' وہ تیزی سے متوجہ ہوئی۔

''مجھے یہاں کا لائبریری کارڈ بنوانا ہے۔''

''جی بن جائے گا، کیا کرتی ہیں آپ؟''

''پڑھتی ہوں جی۔''

''آرمی سے تعلق ہے آپ کا؟''

''نہیں تو.....''

''کوئی گورمنٹ ملازم جو کہ سترہ گریڈ کا ہو فادر یا کوئی اور.....''

''نہیں.....''

''تو پھر آپ کا کارڈ نہیں بن سکتا۔'' وہ کیسا دن تھا۔ پہلے فوجی ہاتھ سے گیا اور اب لائبریری بھی.....

''کیا.....؟'' کیا ہی ''صدماتی'' سا ''کیا'' تھا۔

''آج تو بھئی بہت ہی برا دن ہے.....''

''کیوں، کیوں نہیں بن سکتا۔'' وہ تو لڑنے پر اتر آئی تھی۔ لائبریرین ذرا سا گھبرایا..... اس کے جارحانہ انداز پہ۔

''میڈم کارڈ آرمی والوں کا بن سکتا ہے یا پھر سترہ گریڈ کے کسی بھی ملازم کا..... باقی افراد کے لیے اجازت نہیں ہے۔''

''یہ کیا بات ہوئی؟ کیوں، کیوں نہیں اجازت..... پبلک لکھا ہے ناں اس میں..... تو پھر وائے ناٹ پبلک.....'' اس نے کارڈ کے اوپر لکھے گئے پبلک لفظ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تھا۔ اور انداز ایسا تھا کہ ''بچو! نہ بنا کر دکھاؤ کارڈ..... تمہاری شہادت تو میرے ہی ہاتھوں لکھی گئی ہے۔''

''دیکھیں..... پبلک میں سے صرف سترہ گریڈ کے آفیسر ہی کارڈ بنوا سکتے ہیں۔ سیکورٹی ایشوز کی وجہ سے.....''

''کیا سیکورٹی ایشوز..... ہیں؟ بیک گیٹ پر فوجی..... مین پہ فوجی..... چھت پر بھی فوجی..... ہر طرف فوجی ہی فوجی..... اور پھر بھی سیکیورٹی ایشوز ہیں؟'' وہ ذرا جو خاطر میں لائی ہو لائبریرین کی کسی بات کو۔

''ہے ہنی..... یہ لائبریری ہے، چپ کرو۔'' ثنا نے انتہائی ناکام سی کوشش کی تھی اس کے غصے پر ٹھنڈا پانی ڈالنے کی مگر..... وہ ہنیاذ والفقار تھی۔ کوئی آئے مائی کا لال اور روک کر دکھائے ذرا.....

''میڈم یہ لائبریری ہے اور یہاں اونچی آواز میں.....''

''کیا اونچی آواز میں.....؟ یہ discrimination ہے۔ آرمی والا جو کوئی بھی ہو استعمال کرے۔ پبلک پہ ہی لاگو ہوتی ہیں ساری شقیں..... لیکن نہ جی..... جہاں پبلک کا لفظ آئے وہاں آجاتے ہیں سیکورٹی ایشوز.....'' وہ جان بوجھ کر پہلے سے بھی اونچی آواز میں بولی تھی۔ تپ ہی اتنی چڑھی تھی اسے۔ ایک وہ تھی جو کہ آرمی کے پیچھے خوار ہو رہی تھی اور ایک یہ تھے..... ''آرمی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

والے" ایک کارڈ تک بنا کر دینے کے روادار نہیں تھے..... غصہ تو آنا تھا ناں پھر.....

"میڈم..... پلیز..... اخلاقیات کا خیال کریں۔ یہ شارع عام نہیں ہے۔" اب کہ لائبریرین سیٹ چھوڑ کر کھڑا ہوا مگر نرم لہجے میں بولا تھا۔

"ہنیا..... بے وقوف نہ بنو....." ثنا نے بھی اس صورتِ حال پہ سختی سے کہتے ہوئے اس کا بازو کھینچ کر باہر جانا چاہا کہ وہاں اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو جانا تھا۔

ایسے میں لائبریری کے ہال سے دو تین لوگ اٹھ کر باہر آ گئے تھے اور اب اس سارے تماشے کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

"discriminate کیا جائے اور میں بولوں بھی ناں....." طیش سے اس نے ثنا سے اپنا بازو چھڑوا کر کہا تھا۔

"کون سی اور کیسی discrimination میڈم؟" اس کے عین پیچھے ایک پُرسکون تاثر سے بھرپور مگر یخ ٹھنڈی آواز ابھری تھی۔ وہ جھٹکا کھا کر مڑی اور غصے سے ایک بات اس کے منہ پر دے مارنی چاہی لیکن..... لیکن ہوا کیا؟ پہلے منہ کھلا..... پھر چپ لگی، غصہ یکا یک بھاگا اور پھر وہ ٹھنڈی پڑتی گئی۔ آ گیا تھا ناں وہ مائی کا لال.....

وہ اب ڈیسک پہ کچھ بکس رکھ رہا تھا اور لائبریرین کو کارڈ پکڑا کر ایشو کرانے کا اشارہ کیا تھا۔ ہنیا نے تھوک نگل کر اچانک..... بے ساختہ خشک پڑنے والے گلے کو تر کیا تھا۔ ہر ایک کو غصے سے بات منہ پر نہیں ماری جا سکتی..... اسے ٹھیک وقت پر ٹھیک اندازہ ہوا تھا..... چپ ہونے میں ہی عافیت تھی۔

وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک تھا جو کہ یوں ہی ہر کسی کو چپ ہو جانے پر مجبور کر دیا کرتی ہے..... یہ اس کی شخصیت کا یک دم چھا جانے والا تاثر تھا..... اس کے سوال کرنے کی دیر تھی اور لائبریری کا ارتعاش زدہ ماحول گویا یک دم پُرسکون ہو گیا تھا۔ اب وہ لائبریرین کو کام کرتے دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کے جواب کا منتظر نظر آتا تھا۔

"آپ نے بتایا نہیں کون سی اور کیسی discrimination؟" جواب نہ آنے پر اس نے چہرے کا رخ بدل کر اب کی بار براہِ راست ہنیا کو دیکھا۔

"یہ ہی..... یہ ہی آرمی والوں کو....." ہنیا نے تھوک نگلا بکھرتے اعتماد کو اکٹھا کیا اور بولنے کی کوشش کی مگر.....

"کیا آرمی والوں کو میڈم؟ سویلینز آتے ہیں یہاں۔" اس نے اس کی بات کاٹ دی تھی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اڑا دیا تھا۔

"وہ جو کہ سترہ گریڈ کے آفیسرز ہوتے ہیں، میرے جیسے لوگ بھی پبلک ہی ہوتے ہیں تو پھر میں کیوں نہیں۔" اب اس کا اعتماد لوٹ رہا تھا۔

"کیونکہ آپ اس کی اہل نہیں....."

"وائے.....؟" ہنیا کے چہرے پر حیرانی کا عنصر نمایاں ہوا۔

"کیسی بکس پڑھتی ہیں آپ؟" اور بس ساری ہوا اسی سوال پر نکل گئی تھی۔ bs(hon,s) کی کتابوں سے فرصت ملتی تو کسی اور طرف دیکھتی ناں وہ..... اس نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔ کیا کہتی اب وہ یہ تو "نکلے فوجی کی تلاش میں" والا معاملہ تھا اب کیا بتاتی اسے۔

"میڈم کچھ چیزوں کے لیے پہلے اپنی اہلیت ثابت کرنا پڑتی ہے۔ پھر ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے جیسے کہ اٹھارہ سال سے پہلے آپ ID کارڈ بنوانے کے اہل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جو سترہ گریڈ کے آفیسرز ہوتے ہیں ناں وہ اپنی اہلیت ثابت کر کے آتے ہیں یہاں اور پھر اس لائبریری کو اسی طرح سے استعمال کرتے ہیں جس طرح کہ کوئی بھی آرمی آفیسر..... کیونکہ یہ عام لائبریری نہیں ہے..... آپ بھی اپنی اہلیت ثابت کیجیے اور پھر میں دیکھوں گا کہ کون ہے وہ..... جو آپ کو روکتا ہے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

discrimination تب ہوتی .... جو یہ محض آرمی کے لیے مخصوص ہوتی۔'' آج بے عزتی ڈے تھا..... یہ تو طے تھا۔ ہنیا نے اس چلو بھر پانی کو تلاش کرنا چاہا کہ جس میں وہ ڈوب سکے۔ اور اب نظریں جھکائے تھوڑی، تھوڑی سی شرمندہ نظر آتی.....اور بہت سی شرمندگی کو چھپانے کی کوشش کرتے وہ کھڑی تھی۔

اس شخص نے بات ختم کر کے اس طرح سرنفی میں ہلایا جیسے اس ''عوام'' کا کچھ نہیں کیا جاسکتا ..... لائبریرین کتابیں ہاتھ میں پکڑے اس کی بات ختم کرنے کے انتظار میں تھا۔

''سوری.....'' اس نے اس درجہ منمناتی آواز پہ یک دم مڑ کر دیکھا تھا اور پھر بے ساختہ اپنی مسکراہٹ کو چھپایا تھا۔

''مجھ سے نہیں ان سے کہیے.....'' اس نے لائبریرین سے کتابیں لیتے ہوئے اسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور ہنیا نے انتہا درجے کی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لائبریرین کو سوری کہہ ہی ڈالا تھا۔

لائبریرین نے اثبات میں سر ہلایا اور کارڈ ڈیسک پر سلائڈ کرتے ہوئے اس بندے کے آگے کیا تھا۔

''اور اگر آپ واقعی اس لائبریری سے استفادہ کرنا چاہتی ہیں تو میرا کارڈ حاضر ہے۔'' اس نے ڈیسک کے اوپر ہی کارڈ سلائڈ کرتے ہوئے اب ہنیا کے آگے کیا تھا۔

اور ہنیا.....اس نے بھلا کیا، کیا؟ چوری، چوری ذرا سا اونچی ہو کر ترچھی نظروں سے کارڈ پہ نام پڑھا۔ حیدر.....وہ اتنا ہی پڑھ پائی تھی۔ اور یہ حرکت اس لیے کی کہ کیا پتا وہ کوئی میجر شیجر ہو.....اور پھر نام پڑھتے ہی مایوسی سے پیچھے ہو گئی تھی۔

''نو تھینکس.....'' اس نے کارڈ واپس اسی کی طرف سلائڈ کر دیا۔ اور پھر مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا.....اس نے سر ہلایا۔ کوئی تاثر بے حد تیزی سے اس کی آنکھوں میں ابھرا اور اتنی ہی تیزی سے معدوم بھی ہو گیا.....ہنیا کی حرکت گرفت میں آچکی تھی۔

''آئندہ کبھی یہ مت کہیے گا کہ آرمی discriminate کرتی ہے۔'' اپنی کتابیں اٹھاتے ہوئے حیدر نے پھر سے اسے تنبیہہ کی تھی۔

''کہیں یہ آرمی والا تو نہیں جو اسے اتنا درد ہو رہا ہے۔'' حیدر کی آخری کہی جانے والی بات نے ہنیا کو کچھ سوچنے پر مجبور کیا۔ اور پھر اس کے پیچھے بھاگنے پہ بھی حیدر ابھی لائبریری کے خارجی دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ اس نے سنا۔

''ایکسکیوزمی.....''

اس نے مڑ کر دیکھا۔

''آپ آرمی میں ہیں؟'' اس سوال پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔ یوں جیسے مسکراہٹ کو اجازت دی گئی بس ذرا کی ذرا دیر.....

''نہیں، میں ڈی سی او آفس راول پنڈی میں ہوتا ہوں۔ سول سرونٹ.....''

''اچھا.....'' وہ مایوس ہوئی بلکہ ایک دفعہ پھر صدمے کا شکار ہوئی تھی۔

''جبھی تو نام کے ساتھ میجر شیجر نہیں لکھا ہوا تھا۔'' مایوسی سے سوچا گیا۔ حیدر ابھی تک رخ موڑے قدموں کو روکے اس کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔

''اور کچھ.....؟'' ایک ابرو اچکا کر پوچھا گیا۔

''اوہ.....نہیں.....نہیں کچھ بھی نہیں.....'' وہ جو مراقبے میں قریب، قریب غرق ہو گئی تھی یک دم چونکی۔

''جاسکتا ہوں؟'' اب کی بار دونوں ابرو اچکا کر اجازت لی گئی تھی۔

''شیور.....شیور.....'' ایک ہاتھ کمر کے پیچھے کیے دوسرے ہاتھ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

''گڈ ڈے.....'' اس نے کہا۔

''گڈ ڈے.....'' ہنیا نے بھی جواباً کہا۔ اب وہ باہر جا چکا تھا۔

ایک گہری سانس بھر کر وہ پلٹی تھی۔ ثنا تب تک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لائبریری کے اندرونی ہال میں جا چکی تھی کہ حالات اب قابو میں تھے۔

دروازے سے باہر نکلتے ہی حیدر نے ہلکی سی ہنسی فضاؤں کے حوالے کی تھی۔ وہ لڑکی جان بوجھ کر لائبریرین پر اونچا، اونچا بول کر اسے پریشرائز کر کے اپنی بات منوانا چاہتی تھی..... یہ تو اسے سمجھ آ گئی تھی..... مگر کیوں منوانا چاہتی تھی؟ یہ اب سمجھ میں آ رہا تھا۔ آرمی آفیسرز پر مرنے والی لڑکیوں کی ہر گز، ہر گز کمی نہ تھی پاکستان میں..... اور پھر وہ سر جھٹک کر باہر جانے والے راستے پر چلنے لگا تھا۔

''اچھی تھی..... زندگی جیسی..... زندگی سے بھرپور لڑکی..... شور مچاتی..... اودھم اٹھاتی، اچھی تھی۔'' پھر اس کی سوچ کا تسلسل سیل فون کی رنگ نے توڑا تھا۔

☆☆☆

وہ اور ثنا لائبریری سے تقریباً پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد باہر نکلے تھے۔

''اللہ قسم..... توبہ میری جو آئندہ تمہارے ساتھ میں کہیں بھی گئی..... اور خاص طور پر ایسی جگہ پر جہاں پہ کسی بھی ملٹری مین کے موجود ہونے کا خدشہ ہو۔'' ثنا کو بے اندازہ غصہ آ رہا تھا۔

''ہوگئی تھی ناں پھر بے عزتی..... ٹھنڈ پڑی تمہیں۔'' کسی بھی طرح اس کا غصہ ٹھنڈا ہو کے نہیں دے رہا تھا۔

''اچھا..... اب زیادہ بکواس مت کرو۔'' وہ مین گیٹ سے باہر پارکنگ تک آئی تھیں۔ ثنا نے اسی طرح غصے سے کھولتے ہوئے اور بولتے ہوئے گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر کتابیں پھینکی تھیں۔ ہنیا گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔

بے حد لاشعوری طور پر بولتے بولتے اس کی نظر یک دم سامنے جا پڑی۔ وہ اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔ آنکھوں پر بلیک رے بین گاگلز ..... ڈارک براؤن جینز اور ہاف بازوؤں کی اسکن اور آف وہائٹ لائننگ والی شرٹ پہنے بے حد جاذب نظر دکھ رہا تھا۔ کسی بات پر مسکراہٹ ہونٹوں پر پھیلی تھی اور اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ کیا تھا اس میں ایسا جو یوں انسان کو باندھ کر رکھنے اور پھر رک کر اسے دیکھنے پر مجبور کرتا تھا۔ ایسا کیا تھا آخر.....؟ حیدر نے فوراً اس کا دیکھنا نوٹس کیا تھا اور بلیک گاگلز کے پیچھے سے اسے دیکھا۔

''ہنیا.....'' ثنا نے اسے یوں اس کو دیکھتے ہوئے دیکھا اور پھر زور سے بولی۔

ہنیا چونکی اور پھر کھسیا کر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

''سول سرونٹ ہے۔'' ہنیا کے بیٹھتے ہی ثنا طنز سے بولی تھی۔

''تو.....؟'' ہنیا نے بھی کرارا سا تو کہا تھا جواب میں۔

''تمہارا فوجی سے شادی کرنے کا شوق ناں تمہیں منہ کے بل گرائے گا لکھوالو مجھ سے.....'' ثنا دھواں دار شروع ہو چکی تھی۔

''اللہ نہ کرے..... تمہارے منہ میں خاک بلکہ ساری گندی گندی چیزیں.....'' جواباً اس نے بھی کمر کس لی تھی۔

''اتنا ہی شوق تھا تو جوائن کرتی ناں آرمی..... بھاگی کیوں تھیں؟''

''پاؤں فلیٹ ہیں میرے..... میڈیکل میں باہر نکال دیتے ہیں اس لیے بھاگی تھی۔'' اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوشش کی کہ وہ اپنی ٹانگ اٹھا کر جوتے والا ہی سہی مگر پاؤں ثنا کو دکھا سکے لیکن یہ کہ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھی۔

"DFM" ثنا نے اس کی اٹھتی ٹانگ پر ہاتھ مارا۔ ''بہانے فضول کے۔''

''جسٹ شٹ اپ ثنا تم.....'' اب کہ وہ صحیح معنوں میں لال بھبوکا ہوئی تھی اور کوئی سخت سی بات کہنا چاہتی ہی تھی کہ..... اور وہ فون سنتا حیدر فون بند کر کے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ..... گاڑی سے ٹیک لگائے، چہرے پر انتہا کے محظوظ سے تاثرات لیے ان دونوں کو بغور تک رہا تھا۔ گویا ان کی نوک جھوک کا وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اندازہ لگا چکا تھا۔ اِدھر ہنیا ذوالفقار اس کے محظوظ ہونے کو محسوس کر کے ہنہ کر کے اس کے پاس سے تیزی سے گاڑی نکال لے گئی تھی۔

☆☆☆

محبت بڑا ہی عجیب سا بے تکا سا جذبہ ہے۔ ہونے پر آئے تو اِک پل کافی..... نہ ہونے پر آئے تو صدیاں بھی مات..... یہ جذبات کی سب سے undefined قسم ہے۔ جو کسی طرح سے کسی پہلو سے سمجھ میں نہیں آتی..... غصہ آتا ہے، کیوں آتا ہے، وجہ موجود..... خوشی ہوتی ہے، کس لیے ہوتی ہے، وجہ موجود..... دکھ ملے یا رونا آئے..... سب جذبوں کی وجہ موجود مگر یہ محبت..... وجہ ڈھونڈنے نکلو اور بے شک چراغ لے کر ہی نکلو وجہ نہیں ملے گی..... بڑی ہی ظالم شے ہے..... خون بن کر جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور سانس بن کر چلنے لگتی ہے۔ دق (نہایت مشکل) چیز نہیں ہے..... بڑی آسان سی، سادہ سی ہے جو گھٹنے ٹیکے یہ اس کی اور جو کوئی اڑ جائے، مان کے کہ نہ دے تو بس..... سمجھو اس کی ناک کی لکیریں نکلوا کر بھی اس ظالم کو سکون نہیں ملتا۔

اِک نمبر کی..... بے تکی چیز ہے یہ محبت بھی..... اب دیکھیں ناں یہ بھی کوئی تک ہے۔ کوئی بات ہے..... کوئی لاجک ہے کہ ایک طوفان اٹھاتی..... لڑتی جھگڑتی، بدتمیزی کا عظیم الشان مظاہرہ کرتی لڑکی اچھی لگے اور اتنی لگے کہ وہ بار ہا اپنی گاڑی کا رخ اسی لائبریری کی طرف موڑنے پر مجبور ہو جائے۔ ہفتے کا یہ تیسرا چکر تھا موصوف کا اور ہر چکر میں کہتا۔

"آئندہ یہ بے غیرتی نہیں کروں گا اپنا مقام دیکھو، عہدہ دیکھو اور حرکتیں دیکھو حیدر میاں.....!" حق بات..... مگر یہ دل..... اس کو قابو کر سکا ہے کوئی..... یا ہوا ہے ایسا کوئی سورما جس نے ڈھا ڈالا ہو دل کو..... ہوا ہے کوئی؟ ہے کوئی؟ سترہ کیا سترہ ہزار حملے بھی اس دل کے مندر پر ہوں تو تب بھی نہ ڈھے پاتا کوئی قلب اور خرد (عقل) دونوں کی لڑائی ازل سے مگر تاریخ گواہ ہے ثبوت موجود ہیں، داستانیں رقم ہیں..... کہ دل غالب ہی رہا..... تو اگر وہ ایک لاشعوری حرکت ایسی ہی کسی مجبوری کے تحت کرتا تھا تو ایسا کچھ "غلط" تو نہیں کرتا تھا۔ اور ابھی تو وہ اس بات سے بھی لاعلم تھا کہ کیسی مجبوری آن پڑی تھی کس انجانی زنجیر میں وہ جکڑا گیا تھا۔ کیسے وہ پابند ہوا تھا۔ وہ اچھی لگی تھی..... کیوں لگی تھی، وجہ سے غرض کس کو تھی۔ دوبارہ دیکھنے کو دل کرتا تھا۔ کیوں کرتا تھا پروا کسے تھی۔ وہ نظر میں آئے..... جیسے بھی آئے..... بس اب آ ہی جائے..... یہ نہ ہو کہ آنکھیں تپنے لگیں..... اور دل سلگنے لگے..... شوقِ دیدار پہ یوں ہی تو دیوان کے دیوان لکھے گئے۔ شاعری ایسے ہی تو وجود میں نہیں آ گئی تھی ناں..... کچھ تو تھا اور کچھ تو ضرور ہے..... جو انسان کے پیروں کو گردش میں رکھتا ہے، حالتِ سکون میں آنے نہیں دیتا۔ شاعر لوگ اور ادیب اسی بے قراری کو محبت کا نام دے کر صفحات پہ صفحات کالے کیا کرتے ہیں اور وہ..... وہ کیا کرتا ہے؟ وہ شاعر تھا نہ ادیب..... وہ تو ایک انسان تھا..... جو اس کے دل میں آتا کر گزرتا..... اور وہ خود تو نہ کرتا تھا..... بے قراری کرواتی تھی۔ اور وہ سمجھا بس ایک بار ہی کی تو بات ہے..... مگر نہیں جانتا تھا کہ معاملہ کچھ اور تھا۔

"ایک بار دیکھا ہے، بار، بار دیکھنے کی تمنا ہے۔" اس کے ساتھ تو یہ ہونے والا تھا یعنی کے برا ہونے والا تھا۔

☆☆☆

"ہائے!" ٹاچونکی، مڑی اور پھر.....

"اوہ ہائے....." اس نے دیکھا، پہچانا اور پہچان کر بے حد خوشی سے جواب دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

"بالکل ٹھیک اور آپ؟"

اور وہ دونوں ساتھ، ساتھ چلنے لگے تھے ذرا سا فاصلہ رکھ کر۔

"فٹ....." وہ چلتے چلتے بولا۔ "آج پھر کوئی طوفان اٹھانے کا ارادہ ہے کیا؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"آں....." وہ رکی اور ہنس پڑی۔

"نہیں، وہ پاگل آج میرے ساتھ نہیں آئی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ دونوں ہی لائبریری کی طرف جانے والے راستے پر چل رہے تھے۔

''اچھا......تو کس مینٹل اسپتال میں ہوتی ہیں وہ؟'' اسی سنجیدگی سے ہی پھر سے سوال کیا گیا تھا۔ ثنا پھر سے ہنسی۔

''مینٹل اسپتال میں تو نہیں ہوتی، ہوتی تو اپنے گھر میں ہے مگر ہے وہ سرٹیفائڈ پاگل۔''

''جی، اس دن کی حرکت بتا رہی تھی، بہر حال ہوا کیا تھا محترمہ کو......بچپن میں سر کے بل گریں یا کوئی اور حادثہ؟'' اور یہ کیسی سنجیدگی تھی جو بار، بار ہنساتی تھی۔

''نہیں، ایسا تو کچھ نہیں ہوا بس اِدھر......'' ثنا نے کنپٹی پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا۔

''آرمی، نامی وائرس گھس گیا ہے بس جب کبھی وہ ایکٹو ہوتا ہے ناں تو......'' اور تو کے بعد اس نے کندھے اچکائے۔ اب کہ وہ مسکرایا۔

ثنا نے چلتے، چلتے بیگ کا اسٹریپ کاندھے پر سیدھا کیا اور بازو کو جھٹکا دے کر کتابوں کے توازن کو درست کیا تھا، وہ آج کتابیں واپس کرنے آئی تھی۔

''اتنی آپ کی صحت نہیں جتنی آپ نے بکس اٹھائی ہوئی ہیں۔'' وہ مسکراہٹ روکتے ہوئے بولا۔

''CSS نے پھنسایا ہوا ہے۔'' ثنا کی بیچارگی دیکھنے لائق تھی۔

''آپ نے بھی سول سروسز CSS کے تھرو جوائن کی؟''

''نہیں''

''اوہ......اچھا۔''

''ویسے کس قسم کا لٹریچر پڑھتے ہیں آپ؟'' وہ دونوں اب اسٹیپ چڑھ رہے تھے۔

''میں......؟ میں ذرا خطرناک قسم کا لٹریچر پڑھتا ہوں۔''

نسوانی حسن میں اضافہ (بلوسم یونانی کریم) کل نہیں آج خوبصورت اور جاذب نظر آئیں

بلوسم بریسٹ ڈولپنگ اینڈ ٹائیٹنگ کریم (ہربل)

چھوٹی بریسٹ میں اضافہ کر کے بریسٹ کی نشوونما کو مکمل کرتی ہے
بریسٹ کی نرمی کو دور کر کے سختی لاتی ہے۔ بریسٹ کو سڈول اور خوبصورت بناتی ہے۔
گزشتہ 30 سال سے آزمودہ

گلیکسی یونانی کریم
چہرے کے فاضل بالوں کو ہمیشہ کیلئے ختم کرتی ہے۔
قیمتی جڑی بوٹیوں کے اجزاء اور عرقیات سے تیار کردہ۔ بدنما داغ دھبوں، مہاسوں کو بھی صاف کر کے رنگ گورا کرتی ہے۔

اپنی PIC روانہ کریں
watsap: 0311-5800057
Email: bdhdeva@yahoo.com
skype: devapak
کراچی ہوم ڈیلیوری 0322-2916250
پنڈی ڈیلیوری 0300-2500026

- خواجہ اسٹور ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی
- صدر میڈیکل اسٹور ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی
- مسلم جنرل اسٹور لیاقت مارکیٹ ملیر کراچی
- ابراہیم [illegible] لیاقت مارکیٹ ملیر کراچی
- وقاص میڈیکل اسٹور آصف اسکوائر این 22 کراچی
- [illegible] جنرل اسٹور [illegible] حیدرآباد
- [illegible] دواخانہ [illegible]
- خالد دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد
- قدیمی چغتائی دواخانہ کچہری بازار سرگودھا
- سلیم پنساری [illegible] حافظ آباد
- [illegible] جنرل اسٹور ہسپتال روڈ [illegible]
- [illegible] پنساری اسٹور [illegible] کوئٹہ
- [illegible] دواخانہ 20 [illegible]
- کلاسک ہومیو [illegible] کوئٹہ
- مصطفےٰ دواخانہ [illegible] حیدرآباد
- پنجاب ہومیو اسٹور [illegible] فیصل آباد
- عوامی دواخانہ [illegible] مظفرآباد
- [illegible] دواخانہ شاہی بازار بہاولپور
- [illegible]
- ملت دواخانہ [illegible]
- علی ہومیو اسٹور کچہری روڈ ملتان

پادشاہ دی ہٹی بوہڑ بازار راولپنڈی 051-5502903-5533528
اپنا ایڈریس SMS کر کے لٹریچر مفت منگوائیں
المجیب یونانی اسٹور شاپ نمبر 4 زینت میڈیسن مارکیٹ ڈینسو ہال کراچی 021-32720328, ریاض محمد 69 نیو عالمگیر مارکیٹ شاہ عالم لاہور۔ فون 042-7666264
پورے پاکستان میں گھر پر منگوانے کے لیے اور بریسٹ میں کمی یا اضافہ کے بارے میں مفت طبی مشورے کے لیے حکیم صاحب سے تمام امراض کے مشورے کی سہولت بریسٹ ڈویلپ آلہ کے بارے میں معلومات اس نمبر پر حاصل کریں۔
Cell: 0333-5203553, Website: www.devaherbal.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"گڈ نیس....." وہ یک دم رکی اور مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

"آرمی پبلک لائبریری....." جواباً اس نے دروازے کے عین اوپر لکھے گئے الفاظ کی طرف اشارہ کیا۔

"ہر ایرے غیرے کو کارڈ ایشو نہیں کرتے؟"

اور پھر خود کو تسلی دلائی۔

"اور آپ کو میں نتھو خیرا لگتا ہوں کیا؟" اب کہ وہ برا مان کر بولا تھا۔

ثنا لاجواب ہوئی اور پھر سے ہنس دی تھی۔

"اچھی رہی آپ سے ملاقات۔" وہ دونوں عین دروازے کے باہر کھڑے تھے جب حیدر نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

ثنا نے کتابوں کا سارا وزن ایک بازو پر ڈالا اور اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا۔

"ثنا عباسی.....نائس ٹو میٹ یو اگین مسٹر حیدر....." اور پھر مسکرا کر اس کا بڑھا ہوا تھام لیا۔

"لیڈیز فرسٹ....." وہ ذرا سا پیچھے ہٹا اور ہاتھ سے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تھینکس....." اور وہ کھلے دروازے سے اندر داخل ہوگئی۔

"ایکسکیوزمی.....!" ابھی وہ چند قدم ہی آگے گئی تھی کہ اچانک آواز آئی تھی.....قدم رکے اور بے اختیار وہ پلٹی.....وہ اس کے پیچھے ہی آرہا تھا۔

"فیس بک پر تو آپ ہوں گی..... رائٹ.....؟"

وہ بال پوائنٹ اور اپنا کارڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"رائٹ..... اٹس....." اور پھر اس کے ہاتھ سے بال پوائنٹ اور کارڈ لے کر ثنا نے اس کارڈ کے پچھلے حصے پر لکھ کر دے دیا تھا۔ ثنا نے دونوں چیزیں واپس کیں۔ حیدر نے کارڈ جیب میں ڈالا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر ریسپشن کی طرف مڑ گئے تھے۔

جیسے بعض اوقات گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا ویسے ہی کبھی، کبھی سیدھا جانے کے لیے دائیں بائیں سے بھی مڑ کر آنا پڑتا ہے۔

☆☆☆

"ہائے اللہ....." اک پُرجوش سی چیخ.....گھبرانے کی کوئی بات نہیں تھی اور وہ یوں نہ تھی کہ ہنیا کے لگائے گئے پودے اُگ آئے تھے، اگ کیا آئے تھے بیج پھوٹ پڑا تھا چیخ اسی خوشی کا اظہار تھی۔

وہ بھاگ کر سپر وائزر کو بلانے چلی گئی تھی۔ سر آئے، بیجوں کا معائنہ کیا، اگلا سارا پروسیجر سمجھایا اور چلے گئے۔

اُف.....ایک تھکا دینے والا مرحلہ انجام کو پہنچا۔ گو کہ آگے کے مراحل بھی کم تھکا دینے والے نہیں تھے۔ مگر ان بیجوں نے اگنے کے معاملے میں ہنیا کو ناکوں چنے چبوائے تھے۔ ناک کی لکیریں تک نکلوا دی تھیں اور اس کے بعد وہ خوشی سے بھنگڑا بھی ڈال لیتی تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ چلو اس نے چیخ پہ ہی اکتفا کرلیا۔

ہاتھی گزر چکا.....بس دم باقی تھی۔ کرتے کراتے وہ تھیسس کو ٹائپ کرنے کے مرحلے میں آن پہنچی تھی۔

اب بھی وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے، کھٹا کھٹ انگلیاں چلاتے ہوئے ایم ایس ورڈ پہ ٹائپنگ کررہی تھی اور ٹائپ کرنے میں اتنی مگن تھی کہ ارد گرد سے بالکل ہی بے پروا تھی۔ ناک کے نتھنوں سے بار، بار کھانوں کی دل فریب، ذائقے دار خوشبو ٹکرا رہی تھی اور وہ سوچ رہی تھی۔

"نا معلوم کیوں.....امی آج اتنا اہتمام کررہی ہیں؟ شاید ابو کے دوستوں کو آنا ہو۔"

بھلکو نہیں تھی مگر اس تھیسس نے اسے دنیا تک بھلا دی تھی۔

جیسے کہ وہ ابھی اپنا برتھ ڈے تک بھولی ہوئی تھی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو ایسا سکون ہوتا بھلا! وہ بھی ہنیا کی برتھ ڈے والے دن.....سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جس وقت وہ ٹائپنگ میں غرق ہو کر لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چلا رہی تھی اور ارد گرد سے بالکل بے نیاز نظر آتی تھی عین اسی وقت کوئی بے حد آہستگی سے اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے میں داخل ہوا۔

ہاتھ میں پکڑا کیک نہایت آرام سے ٹیبل پر رکھا اس طرح کے کوئی آواز تک پیدا نہ ہو اور پھر وہ بلی کی سی چال چلتی ہوئی اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

نرمی سے دونوں بازو اس کے گلے میں ڈالے اور پھر جھک کر اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

''ہیپی برتھ ڈے ڈیئر فرینڈ.....''

ہنیا چونکی.....انگلیاں ساکت ہوئیں اور پھر وہ اندر تک خوشگوار حیرت سے بھر گئی.....یوں جیسے کسی کلی کو خزاں میں کھلنے کا حکم ہوا ہو اور وہ اس حکم پہ حیران ہو کہ بھلا خزاں رُت میں بھی کلیاں کھلا کرتی ہیں۔ وہ مسرت سے چیخی۔ ثنا نے اس کی گود سے لیپ ٹاپ اٹھا کر سائڈ پر رکھا اور کیک لا کر عین اس کے سامنے رکھ دیا۔

''چلو اب اسے کاٹو۔''

اور ہنیا نے کیک کاٹا تھا۔ ثنا نے ایک بڑا سا ٹکڑا اٹھا کر اس کے منہ میں ٹھونسا تھا اور پھر پورا کمرا ان دونوں کی آوازوں سے گونج اٹھا تھا۔ ذرا سے وقفے کے بعد عنبرین نے لوازمات اندر بھیجنے شروع کر دیے تھے۔

ہنیا کو تھیسس بھول گیا.....مسکرانے والی بات پہ ہنسنا اور ہنسنے والی پر بات قہقہہ اور قہقہے والی بات پر تو پوچھیں ہی مت.....کمرے کی چھت گر سلامت تھی تو اس کی واحد وجہ یہ کہ وہ کنکریٹ کی بنی ہوئی تھی ورنہ تو فلک شگاف قہقہوں سے زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ کوئی ہلچل سی ہلچل تھی جو اس وقت وہاں برپا تھی۔

''پاگل نہ ہو تو.....'' ہنیا نے ثنا کی کسی بات پر کہا تھا۔

''پاگل میں نہیں.....تم ہو اور ہر کسی کو لگتی ہو۔''

''کیا مطلب.....'' ہنیا، پزا کے ٹکڑے کو کیچپ میں ڈپ کرتے ہوئے بولی۔

''حیدر ملا تھا مجھے کل لائبریری میں۔''

''اچھا.....وہ، لوفر..... کیسے گھور رہا تھا ناں اس دن.....''

''آہا.....وہ گھورے تو لوفر اور جب تم گھور رہی تھیں تب.....؟'' ثنا نے آنکھیں دکھائیں۔ اور ہنیا کھسیا کر ہنس پڑی۔

''ویسے معقول بندہ تھا۔''

''ہاں، ہاں معقول تھا اسی لیے تو تمہیں پاگل کہہ رہا تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کس حادثے کی وجہ سے دماغی توازن بگڑا؟''

''کیا.....؟'' وہ شاکڈ ہوئی۔

ثنا نے مزے سے اس کے ہاتھ میں موجود پزا کا ٹکڑا اپنے منہ میں منتقل کیا تھا۔

''اور تم نے اس.....کو کچھ نہیں کہا.....؟ تمہاری دوست کو تمہارے منہ پر پاگل بولا اس نے.....''

''میں نے کہا تھا ناں اسے۔'' ثنا منہ میں موجود نوالہ نگلتے ہوئے بولی۔

''کیا کہا.....؟'' اس کے پوچھنے پر ثنا نے شرارت سے ہونٹ دبا کر اسے چکا۔

''یہی کہ میری دوست سر ٹیفائڈ پاگل ہے۔'' وہ پھر اتنے ہی مزے سے بولی تھی۔

''تم.....'' ہنیا نے اردگرد کوئی چیز ڈھونڈنی چاہی۔

ثنا حفظِ ماتقدم کے طور پر اٹھ کر ذرا دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس کو بھی کشن مل چکا تھا۔

''اور میں اسے اپنی fb آئی ڈی بھی دے آئی ہوں کہ دیکھنا ذرا.....میری دوست کے پاگل پن کے مظاہرے.....'' وہ اسی طرح دور کھڑی اسے چھیڑنے کے واسطے کچھ زیادہ ہی بڑھا کر بولی۔

اور بس.....ہنیا نے پوری قوت سے کشن اسے کھینچ کر دے مارا تھا۔

''یو ایڈیٹ.....'' ثنا نے جواباً تکیہ اٹھایا اور وہ گیا تکیہ.....اڑتا ہوا اور پیچھے جا کر ہنیا کے سر پر لگا۔ ہک ہا..... ایک اور لڑائی.....ایک اور دنگل.....ہمیشہ کی طرح کچھ نہیں ہو سکتا تھا ان دونوں کا کچھ بھی تو نہیں.....

☆☆☆

وہ جیسے جیسے دیکھتا جا رہا تھا سر ٹیفائڈ پاگل کی ٹرم ویسے، ویسے ہی اس کے دماغ میں واضح ہوتی جا رہی تھی۔

''یا اللہ.....! پاگل پن کی کون سی انتہا تھی؟ یہ کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا؟'' وہ پہلے حیران ہوا، پھر شاکڈ ہوا اور اب وہ خود کو مسکرانے پر مجبور پاتا تھا۔

کیسی معصوم سی خواہشات کا بے ساختہ اظہار تھا۔

وال کور D.P سب پر پاکستانی فوج کا قبضہ تھا۔ وہ اسے بالکل ہی بچی لگی تھی۔ بچگانہ سی حرکات کے ساتھ..... لیکن ایک چیز تھی جس نے اسے چونکایا تھا۔ وہ مارخور کا نشان تھا اور مارخور کا نشان لاسٹ ڈیفنس لائن کا ہوتا ہے جو کہ ہنیا نے بطور D.P لگا رکھا تھا۔ پہلی چیز جو کہ معقول تھی اس کی جتنی معلومات شو ہو رہی تھیں اس کا اس نے اچھی طرح سے جائزہ لیا تھا۔ ثنا سے بات چیت ہوتی تھی مگر یہ ویسی بات چیت نہیں تھی۔ آمنا سامنا ہو گیا اگر (لائبریری میں) تو ہیلو ہائے۔ رسمی سی مسکراہٹوں کا تبادلہ یا پھر..... f b پر کوئی کمنٹ..... مسئلہ ثنا نہیں تھی..... مسئلہ تو ہنیا ثابت ہو رہی تھی۔ وہ ثنا سے کیسے اس کی دوست کے بارے میں بات کرے.....؟ کیسے پوچھے؟ کیا کرے؟ کیا وہ اس کو بھی فرینڈز ریکوئسٹ بھیجے..... یا کہ نہیں..... یا پھر..... آخر کیا کرے؟ وہ اس تک پہنچنا چاہتا تھا ایک بار، ایک بار بس ملنا چاہتا تھا، جاننا چاہتا تھا کہ دل کو اگر کسی نے کھینچا تو کیسے کھینچا..... کیا اس کی زندگی میں بھی یہ واقعہ ہونا تھا..... اس کی زندگی میں بھی؟ وہ تو یہ ہی طے کیے بیٹھا تھا کہ ماں، باپ جسے پسند کریں گے..... اسی سے ملے گا پھر دیکھا جائے گا اچھی ایجوکیٹڈ لڑکی ہوئی تو شادی کرے گا، کوئی خاص معیار..... کوئی خاص آئیڈیل نہیں تھا اس کا عموماً جو چیزیں شادی کرنے کے لیے دیکھی جاتی ہیں اسے بھی وہ ہی دیکھنی تھیں مگر ہوا کیا تھا؟ حیرت تھی..... اور بہت تھی..... زندگی میں رنگ بھی تو ہوتے ہیں اور وہ سارے رنگ کبھی کبھی ایک لڑکی بن کر بھی آملتے ہیں۔

اچھا..... تو یوں بھی ہوتا ہے۔ بھلا کیسے ہوتا ہے جیسے اس کے ساتھ ہوا، کیا ویسے..... نہیں یہ وہم بھی ہو سکتا ہے، وقتی بات، وقتی جذبہ بھی تو ہو سکتا ہے، چار دن کا ابال..... ہاں..... یہ وہم ہو سکتا تھا، وقتی بات ہو سکتی تھی، چار دن کا ابال بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ سب ہی ہو سکتا تھا اور پوری طرح سے ہو سکتا تھا لیکن یہ اس کے کیس میں نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بچہ نہیں تھا۔ ٹین ایجر بھی نہیں تھا۔ لاابالی انسان بھی نہیں تھا۔ اور جب ایسے کسی انسان کو کوئی لڑکی اچھی لگتی ہے تو وہ خواہ مخواہ میں تو اچھی نہیں لگ سکتی ناں..... کچھ تو ہو گا..... کچھ تو ضرور..... اور وہ چیز کیا تھی..... اسے کھوج تھی..... وہ چیز کیا تھی..... آخر کیا.....؟ وہ اس کی پہلی محبت، پہلا رومینس، پہلی چاہت..... دل کا قرار..... دل کی ٹھنڈک تھی..... وہ نہ ہوتی تو کیا ہوتا..... وہ گرتھی..... تو کیا نہیں تھا۔ وہ راحت کا دوسرا مطلب تھی اور چین کا پہلا معنی..... وہ لازم و ملزوم تھی..... وہ اس کی ایکسٹینشن تھی۔

''سول میٹ.....'' سکون جیسی کوئی میٹھی چیز تھی، اسے رنگ، پھولوں، بہاروں میں نظر نہ آتے تھے۔ وہ تو بس اسی سے جڑے ہوئے تھے۔ اسی میں پنہاں تھے۔ وہ کون تھی، کیا تھی؟ کیسی تھی؟

کیا وہ ایک لڑکی.....؟ ارے کہاں؟ وہ تو بس ایک 9mm تھی۔

اس کی گن، اس کی محبوبہ اس کا دیرینہ شوق وہ کوئی بزنس ٹائیکون نہیں تھا۔ کسی وزیر شزیر کا بیٹا بھی نہیں تھا۔ کوئی امیر کبیر شخص یا پھر لینڈ لارڈ بھی نہیں تھا۔ وہ ایک کیپٹن تھا اور بس.....

تو اس کیپٹن نے گر اسلام آباد کے گن اینڈ کنٹری کلب کی مستقل ممبر شپ حاصل کر رکھی تھی تو وجہ باپ کا کرنل ہونا تھا، وہ ہی چیک تھا۔ پورے چھ لاکھ دے کر اس نے وہ ممبر شپ حاصل کی تھی۔ وہ وہاں (skeet shooting) اسکیٹ شوٹنگ (مخصوص نشانہ بازی) کے لیے آیا کرتا تھا۔ جب بھی موقع ملتا، وقت ہاتھ آتا..... اس کا پہلا مشغلہ بھی یہی تھا اور آخری بھی..... آج تک کسی نے اس کا ایک نشانہ بھی چوکتے نہیں دیکھا تھا۔ کسی skeet کو مس ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس سکون اور مزے سے اسکیٹ کو اڑاتا کہ دیکھنے والے کو وہ انداز دنگ کرتا تھا۔ اس بات میں شک کی گنجائش ہی نہیں تھی وہ اپنے کام کا ماہر تھا۔ اور بھلا بتاؤ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے ماہر نہیں ہونا تھا تو اور کس نے ہونا تھا۔ گن تو وہ یوں استعمال کرتا تھا کہ گویا اس کے جسم کی ہی ایک ایکسٹینشن تھی۔ ایک کمانڈو ایک گن کے ساتھ ہی مکمل لگتا ہے اس کے بنا تو وہ یوں ہے کہ جیسے کوئی بیوہ.....

وہ 9x19mm کا پسٹل اس کی ذاتی licensed gun تھی۔ جو کہ اس کے بیڈ کے ساتھ موجود سائڈ ٹیبل کی دراز میں رکھی ہوتی تھی۔ گو کہ ماڈل ذرا پرانا تھا لیکن تھا اس کا ذاتی ہی، وہ پاسبان شوٹنگ رینج میں بھی پابندی سے جانے کا عادی تھا۔ بنا گن فائر کیے اسے اپنے ہاتھ بے مقصد محسوس ہوا کرتے تھے۔ ایک بے چینی سی ان میں بھری رہتی تھی۔ گر زندگی میں کبھی ایسا ہوا کہ..... یوں ہوا کہ وہ گن فائر کر نہ سکے تو شاید وہ مر جائے..... لیکن مرنا اتنا آسان کب ٹھہرا..... ہمیں جینا پڑتا ہے، ہر طرح کے حالات میں، ہر طرح کی صورتِ حال میں ہمیں جینا پڑتا ہے..... چلو، اپنے لیے نہ سہی..... اپنے سے جڑے رشتوں کے واسطے ہی سہی..... بہر حال ہمیں جینا پڑتا ہے، یہ تو طے ہے۔

حیدر کب جانتا تھا کہ زندگی جینے کی زبردست امنگ جب اس کے اندر اٹھے گی تو اس امنگ کا اِک نام بھی ہوگا..... وہ اِک وجود بھی رکھتی ہوگی..... مجسم ہو کر سامنے آن ٹھہرے گی۔ ہنستی، بولتی بھی ہوگی، زندگی گزارنا اور بات..... زندگی جینا بالکل اور چیز..... تو یہ زبردست امنگ جب اس کے اندر اٹھی تو اس امنگ نے اسے سمجھایا کہ زندگی جینے کا نام ہے، گزارنے کا ہرگز نہیں۔

''ہنیا ذوالفقار کیا تم زندگی میں پہلے نہیں آسکتی تھیں۔ ہاں..... اس سے پہلے نہیں.....؟ تاکہ جان لیا جاتا کہ زندگی 'جی' کیسے اٹھتی ہے اور یہ احساس کتنا دل فریب، کتنا خوشگوار ہے یہ اب ہی تو پتا چلا..... اب ہی تو سمجھ میں آیا تھا۔ اب ہی تو معلوم ہوا تھا۔ تو ہنیا... ذوالفقار، تمہیں پہلے آنا چاہیے تھا تاکہ زندگی کے گزشتہ کئی سال بھی خوشگوار مہکتے ہوئے بنائے جاسکتے..... بھرپور طریقے سے جیئے جاسکتے۔ تمہیں پہلے آنا چاہیے تھا۔''

شاید تب سے ہی کہ جب اس نے عقل کی آنکھوں سے دنیا کو دیکھنا شروع کیا تھا۔ شاید تب ہی سے۔

☆☆☆

عجب بوریت بھرے..... بیزار کُن دن تھے۔ پہلے یہ رونا کہ آخر یہ تھیسس کب جان چھوڑے گا اور جب اس موئے تھیسس نے جان چھوڑی تو اب کرنے کو کچھ رہا ہی نہیں تھا۔ تھیسس گر جان کو آیا تھا تو اس فراغت نے اسے ناک تک بھر دیا تھا۔ نری بیزاری ہی بیزاری..... اور اوپر سے امی اسے ''شیف راحت'' بنا کر چھوڑنا چاہتی تھیں۔ اس سے نہیں بنتے تھے کھانے، نہیں ہوتی تھی کوکنگ وہ صاف کہتی۔ ''مجھے جہیز میں کچھ نہ دینا۔ بس اِک کک دے دینا امی.....'' امی کا پارہ کچھ درجے اور بلند ہوتا۔ وہ بے نقط سناتیں مگر وہاں سنتا کون تھا۔ سارا دن لیپ ٹاپ fb یا پھر موویز..... کرنے کو بس یہی کام تھے اور امی کو سخت خطرہ لاحق تھا کہ اس لڑکی کے ہاتھوں ان کی خاندانی نجابت کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ جب کبھی امی زیادہ ہی بگڑے موڈ میں ہوتیں تو آنسہ ہنیا فرماتیں۔

''کیا ہے امی، تین دن کھانا بناؤ چوتھا دن آجاتا ہے اور ویسے بھی مجھے تو ایک فوجی سے ہی شادی کرنی ہے..... بیٹ مین ہوگا میرے گھر..... بیٹ مین، وہ اعلیٰ کھانے بنائے گا آ..... ہائے..... سی۔''

بات مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ امی کا ہاتھ اس کے کندھے پر اپنا نشان چھوڑ جاتا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایم ایس کرے یا پھر کوئی جاب ہی ڈھونڈے لیکن یہ سوچیں عمل کو کب پہنچیں گی۔ کون جانے؟ مائیں تو پھر بچوں پر سختی کر ہی لیتی ہیں چاہے اولاد اکلوتی ہی کیوں نہ ہو مگر یہ ابوؤں کی قوم..... نخرے اٹھانے، فرمائشیں پوری کرنے کے علاوہ دوسرا کوئی کام انہیں سوجھتا ہی نہیں اور اولاد گر ہنیا جیسی ہو تو اور باپ ذوالفقار صاحب جیسا تو سمجھو ہوگئی چھٹی تربیت کی..... وہ ہی کہ جس کا شور امی اٹھائے رکھتی تھیں۔ باپ اکثر لاڈ اٹھانے کے معاملے میں پابندیوں پر اپنا ہاتھ ڈھیلا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھتے ہیں۔ اسے بھی باپ کی طرف سے کھلی چھٹی ملی ہوئی تھی۔

''اکلوتی ہے، اب اس کے بھی نخرے نہ اٹھائیں تو کس کے اٹھائیں؟''

وہ امی کی صلواتیں سن لیتی مگر ٹس سے مس ہونا شان کے خلاف تھا۔

سارا دن لیپ ٹاپ پہ..... اور اگر اس کی جان بخشی تو ٹی وی چینلز..... مگر بوریت تھی کہ ختم ہی نہیں ہوتی تھی..... ثنا کے بھی ان دنوں سی ایس ایس کے ایگزامز ہو رہے تھے۔ ایک دن میں دو دو پیپر..... وہ بیچاری خود بری پھنسی ہوئی تھی، ایسے میں بوریت اور بیزاریت کا احساس دوچند ہو چکا تھا۔ ان سے تو اچھے وہ دن تھے جب پودے اگ نہیں رہے تھے۔

''اوئے تم کدھر.....؟'' وہ ثنا کو آن لائن دیکھ کر چہکی اور میسج کیا۔

''کام تھا۔'' دو لفظ مصروفیت کو بری طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔

''کیا؟''

''حیدر کو میسج کرنا تھا کہ اگر لائبریری جائے تو میری بھی بکس واپس کر دے..... میرے پاس ٹائم نہیں کتابیں اسے ڈرائیور کے ہاتھ بھیج دوں گی۔'' ذرا وقفے سے جواب آیا۔

''حیدر.....'' اس نے ایسے لکھا کہ جیسے پہچان نہ پا رہی ہو۔ جواباً ثنا نے کچھ نہ کہا بس اس کی آئی ڈی کا لنک بھیج دیا تھا اور آف لائن وہ اپنا وقت اس غائب دماغ حیدر کا تعارف بتانے پہ ضائع کر سکتی تھی۔

''بدتمیز.....'' ہنیا منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور آئی ڈی پہ کلک کیا۔

''آ.....'' یہ تو وہ ہی تھا..... فوٹو دیکھنے کے بعد وہ اس کے اباؤٹس میں گئی تھی اور وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف Gender کے آگے male لکھا تھا اور مذہب پہ اسلام..... نہ کوئی page liks..... نہ کچھ اور..... خالی..... منہ چڑاتی آئی ڈی۔

''یہ تو کچھ مشکوک سی نہیں ہے؟'' اور عین اس وقت وہ یہ سوچ رہی تھی کہ یہ تو کچھ مشکوک سی نہیں اسی مشکوک کا میسج آ گیا تھا۔

''ہیلو سر ٹیفائڈ پاگل.....''

ہنیا نے آنکھیں پھاڑ کر اس میسج کو دیکھا۔

''یہ جرأت.....!''

''آپ کو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں۔''

''ایکسکیوزمی..... تمیز کی بات نہ چھیڑیں ورنہ سوال میری جانب سے بھی اٹھ سکتا ہے۔''

''اچھا..... تو آپ کیا سوال اٹھائیں گے؟''

''بس یہی کہ آپ کو بھی لائبریری میں گفتگو کرنے کی تمیز نہیں؟ کہ ہے؟'' اور بس..... اس نے شاکڈ ہو کر لیپ ٹاپ سے ہاتھ اٹھائے اسکرین کو گھورا..... چند لمحوں کے لیے ساکت ہوئی اور دوسرا احساس ہاں جی حسب معمول غصہ۔

''آپ کو یہ بات یاد ہے تو یہ بھی یاد ہونی چاہیے کہ میں نے سوری بولا تھا..... اب کیا ساری عمر طعنہ ماریں گے؟'' اسی تیکھے پن کے ہاتھوں جھنجلا کر سوال کیا گیا۔

''ایکسکیوزمی..... ساری عمر؟ مطلب.....؟'' اور وہ کہاں سے پکڑی گئی تھی جی بھر کر شرمندہ ہوئی..... نہیں بلکہ بلش ہو گئی تھی۔

اس نے دوبارہ اپنا سینڈ کیا ہوا میسج پڑھا۔ اب بھلا کیسے بدلتا میسج.....! وہ تو چلا گیا۔ اس نے ٹھک سے لیپ ٹاپ کا lid گرایا تھا وہ، وہی تھی بات کہہ کر سوچنے والی..... کتنا صحیح کہا تھا اس نے۔ ''سر ٹیفائڈ پاگل۔''

☆☆☆

اس دن ثنا کو ذرا سی فراغت نصیب ہوئی تھی اور وہ بھی یوں کہ دو دن کے وقفے سے تیسرے دن پیپر تھا۔ اور ایک ہی پیپر تھا تو اس نے تھوڑا سا خود کو فریش کرنے کے لیے فیس بک کھولی تھی۔ اس کے کزنز، یونیورسٹی فیلوز..... ہنیا اور حیدر کے بھی میسج موجود تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر چونکایا اسے حیدر کے میسج نے ہی تھا۔

''میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، جب بھی آپ کے پاس وقت ہو انفارم کر دیجیے گا۔'' اور آگے فون نمبر موجود تھا۔

ثنا حیران ہوئی، الجھی اور پھر سوچ میں پڑ گئی ایسی کیا بات ہو گئی تھی کہ اسے ملنا تھا اور اس کے لیے اسے پیغام بھیجنا پڑا تھا۔ چند لمحے تانے بانے بننے کے بعد اس نے سیل اٹھایا میسج میں سے دیکھ کر حیدر کا نمبر ملایا۔

''مسٹر حیدر.....؟''

''مس ثنا.....''

''یس اسپیکنگ!''

''اوہ ثنا.....کیسی ہیں آپ؟'' ثنا نے اِک لمحے میں اس کے لہجے میں خوشگواریت بھرتی محسوس کی دوسری فون ریسیو ہونے پہ اس نے ایک اکھڑی بھاری آواز سنی تھی۔

''میں ٹھیک ہوں، آپ کا میسج پڑھا ابھی..... خیریت.....؟''

''میں ملنا چاہ رہا تھا آپ سے.....اگر آپ مناسب سمجھیں تو فون پر میں مناسب نہیں سمجھتا کہ بات ہو پائے گی۔''

''شیور! لیکن ابھی کچھ دنوں تک تو میں مصروف ہوں۔''

''ایگزامز ختم نہیں ہوئے؟''

''نہیں۔''

''چلیں جب ختم ہوں تو مجھے ایک ٹیکسٹ کر دیجیے گا پھر دیکھ لیں گے۔''

''اوکے مسٹر حیدر، میں آپ کو کانٹیکٹ کرلوں گی۔''

''تھینک یو۔''

''my pleasure is mine'' ثنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ حافظ.....''

اس نے بھی اللہ حافظ کہہ کر فون رکھ دیا مگر تھوڑی الجھ گئی کہ آخر کیا بات ہو سکتی ہے؟

''لائبریری کے متعلق یا کچھ اور.....خیر جو بھی ہو۔'' وہ کندھے اچکا کر رہ گئی۔

☆☆☆

اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ثنا سے ملنے صرف ''اس'' کے بارے میں بات کرنے جائے گا۔ اور جس کے بارے میں وہ بات کرنے جائے گا وہ ٹھیک اس وقت ثنا کے ساتھ ہی موجود ہو گی۔

دروازے میں سے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ان دونوں کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک معروف پزا شاپ تھی۔

"oopps" کہہ کر بے ساختہ اس نے بالوں پہ ہاتھ پھیرا.....اب کیا کرے؟ چند لمحے رک کر دور سے ہی ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ الٹے قدموں مڑا اور باہر روڈ پر کھڑا ہو کر اس نے ثنا کو میسج کیا۔

''خاموشی سے اپنے سامنے موجود اپنی دوست پر کچھ بھی ظاہر کیے بنا باہر آئیں ویٹنگ.....''

اور جس وقت وہ یہ میسج ٹائپ کر رہا تھا عین اسی وقت ثنا، ہنیا کو کہہ رہی تھی۔

''میں نے حیدر کو بھی بلایا ہے۔''

''اسے کیوں؟'' ہنیا حیران ہوئی۔

''اسے مجھ سے کوئی بات کرنی تھی؟''

''اوہ.....'' ہنیا نے اوہ کو لمبا کھینچا۔ شرارت بھرے انداز میں یعنی کہ اسے چھیڑا۔

''اسے تم سے بات کرنی تھی اور تم اتنی ڈفر..... بے وقوف .....الو.....گدھی کہ مجھے اپنے ساتھ لے آئیں۔'' ثنا نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا مگر ساتھ ہی میسج کی بیپ سنائی دی تھی۔

وہ چونک کر سیل کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ میسج پڑھا، چہرے پر حیرت نے اُمڈ کر ظاہر ہو جانا چاہا..... اس نے تیزی سے حیرت کو دبا لیا۔

''آپ اندر کیوں نہیں آئے؟'' جوابی میسج کیا گیا۔ وہ جو سیل کو ہتھیلی پر مارتے ہوئے ذرا سا بے چین نظر آتا تھا میسج ٹون بجنے پر فوراً متوجہ ہوا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''مجھے جس کے بارے میں بات کرنا تھی، وہ آپ کے ساتھ موجود ہے اس لیے۔'' بے ساختہ ٹھنڈی سانس بھر کر جملے ٹائپ کیے گئے تھے۔

اور اب کی بار پھر ثنا کو اپنی حیرت کے ساتھ مسکراہٹ بھی دبانا پڑی تھی مگر وہ اتنی کامیاب نہیں ہوسکی تھی۔

''آپ آجائیں.....اب کیا ہوسکتا ہے، ہم کوڈورڈز میں بات کرلیں گے۔ از دیٹ اوکے.....'' ثنا نے ریلیکس ہو کر میسج کیا۔ وہ بالکل نارمل انداز میں میسج ٹائپ کررہی تھی۔ ایک میسج ٹائپ کرتی، ہنیا سے باتوں میں مشغول ہوجاتی۔ بیپ بجتی، بے پروائی سے سیل اٹھاتی انگلیاں تیزی سے حرکت کرتیں اور پھر سیل کو پرے رکھ دیتی اور بس.....

''کون ہے.....؟'' ہنیا بھلا نہ پوچھتی.....یہ کیسے ہوتا بھئی۔

''بنٹی ہے۔'' اس نے اپنے کزن کا نام لیا تھا۔

اور.....

''گڈ ایوننگ لیڈیز.....'' ایک بھاری مگر خوشگوار مردانہ آواز.....

ثنا نے سر جھکا کر تاثرات چھپائے۔ ہنیا نے منہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ فل بازوؤں کی چیک والی شرٹ اور بلیو جینز۔ اس کی شرٹ میں سیاہ رنگ نمایاں تھا اور جچ بھی رہا تھا۔

''گڈ ایوننگ مسٹر حیدر۔'' ثنا نے چھیڑتی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا تھا۔ ''پلیز.....'' اور پھر سیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

حیدر نے بیٹھتے ہوئے ایک اچٹتی سی نظر ہنیا پر ڈالی۔ جسم کے بائیں حصے کی طرف کیسا سکون سا اترا تھا۔ اتنے دنوں کی بے چینی بس اب نظر کی محتاج تھی اور بس کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ ایک حیرت کا شکار ہوا۔

''آپ کیسی ہیں؟'' اس نے اب براہِ راست ہنیا کو دیکھا۔

''ٹھیک ہوں۔'' ہنیا نے سادہ سے انداز میں جواب دیا۔

''تو آپ کو مجھ سے بات کرنی تھی، کسی سیریس ایشو پر.....اور وہ سیریس ایشو کوئی لڑکی بھی ہوسکتی ہے، ہے ناں؟'' ثنا نے نظروں کے بجائے اب لفظوں سے کام لیا۔ وہ اسے پھنسا رہی تھی اور بھول چکی تھی کہ انہیں کوڈورڈز میں بات کرنا تھی۔

حیدر نے نظریں جھکا کر ہونٹوں کو بھینچ کر مسکراہٹ کو روکا.....ہاتھ ایک دوسرے میں پھنسائے کہنیاں سامنے موجود ٹیبل پر رکھیں ثنا کو دیکھا۔

''میں نے تو صرف آپ کو دیکھنا تھا۔'' بے حد سنجیدگی سے کہا گیا۔ ہنیا نے منہ کھول کر ثنا کو دیکھا اور ثنا.....اس کی سانس جسم کے جس بھی حصے میں گردش کررہی تھی وہیں اسی حصے میں رک کر جم گئی۔

''اور پھنسائے اسے۔''

''جی.....؟'' اسے دھچکا لگا۔

اور وہ سوال نما 'جی' اپنے اندر ڈھیر ساری حیرت سموئے ہوئے تھا۔ یوں جیسے دنیا کی ساری حیرتیں یکجا ہوکر اس کے ایک جی میں آسمٹی ہوں۔

''تو پھر میں کیا ہوں..... کباب میں ہڈی.....؟''

ان دونوں نے ایک از حد شرارت بھری آواز سنی، زاویہ بدل کر ہنیا کو دیکھا بیک وقت۔

''نہیں، آپ پورا کباب ہیں۔ ہڈی تو کوئی اور ہے۔'' حیدر نے سنجیدگی سے مسکرا کر اسے دیکھ کر کہا تھا۔

اور اب آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ سنجیدگی سے مسکرانا کیا ہوتا ہے.....یہ بھی ہوتا ہے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب حیدر مسکراتا ہے۔

''ہم بھی کن باتوں میں پڑ گئے، میں پزا آرڈر کرتی ہوں۔'' وہ جب سنجیدگی سے مسکرا کر ہنیا سے کہہ رہا تھا اور ہنیا اس کی بات پر ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی تب ہاں تب ثنا رک، رک کر بے ترتیب سے لہجے میں بولی تھی۔

''شیور.....'' حیدر نے ایک ازلی سکون سے جواب دیا۔ وہ وہاں ثنا سے ایک سیریس بات کرنے آیا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا مگر وہاں ہو کیا رہا تھا۔

وہ تینوں پزا کھا رہے تھے، کولڈ ڈرنک پی رہے تھا اور ماحول پہ یک دم بالکل ہی غیر متوقع سی صورتِ حال چھا گئی تھی اب وہ کافی کم ہو چکی تھی وہاں اب ثنا کے ایگزامز ڈسکس ہو رہے تھے ہاں بھئی ہوتا ہے یوں بھی ہوتا ہے۔ سیدھا جانے کے لیے کبھی کبھی دائیں بائیں مڑنا بھی پڑتا ہے۔

☆☆☆

''تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟'' وہ اسے قتل کر دینے کے درپے تھی اور بس اسی پر اکتفا نہیں کرنا چاہتی تھی..... وہ اسے مار کر اس کے ٹکڑے، ٹکڑے کر کے انہیں کچا چبا جانا چاہتی تھی..... اتنا ہی غصہ تھا اسے۔

''ہنیا..... بلیو می ایسی کوئی بات نہیں..... وہ مذاق سے کہا تھا اس نے اور بس.....'' ثنا دے لے جتنی مرضی صفائیاں..... اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

''مذاق تھا..... مذاق؟ لائبریری میں تم اس سے ملیں..... فیس بک پہ چیٹ تم اس سے کرتی ہو، وہ تم سے ملنے، تمہیں دیکھنے کی بات کرتا ہے اور تم کہتی ہو مذاق تھا.....'' سرخ چہرہ، غصہ شدید، قدرے اونچی آواز.....

''شٹ اپ ہنیا..... ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' ثنا کے مزاج بھی برہم سے ہونے لگے۔

''تو پھر جیسی بھی بات ہے، ویسی ہی بات بتا دو۔'' اس کی بات پر ثنا نے سنگین نظروں سے اسے دیکھا۔

''بتا دوں؟''

''نہ بتا کر جانا بھی کہاں ہے تم نے؟'' اس نے دانت کچکچائے۔

''وہ تمہارے بارے میں بات کرنے آیا تھا۔'' اور جب ثنا نے بڑے آرام سے بے حد سکون سے ہینڈ گرینیڈ کی پن کھولی تھی۔ بات ہی ایسی تھی۔

''مجھے لگتا ہے وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔''

''اور مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ اس نے مجھ سے دوستی بھی اسی لیے کی تھی۔''

''میسج چیٹ دکھاؤں اس دن کی اب جو کہ تمہارے سامنے بیٹھ کر کی گئی تھی۔''

ثنا کو بات کرنے میں بڑی آسانی ہو گئی تھی کیونکہ اسے تو شدید قسم کا جھٹکا لگا تھا اور وہ اسی زبردست سے جھٹکے کے زیرِ اثر چپ کھڑی تھی، چپ کیا ساکت تھی۔

ثنا نے چیٹ کھول کر فون اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

ہنیا نے ایک جھپٹا مار کر سیل پکڑا تھا۔ اور پھر بے یقینی سے کچھ تیزی سے اس نے ایک کے بعد ایک میسج پڑھا۔

اور ایک دفعہ پھر سے جھٹکا کھایا۔ وہ دھپ کر کے بیڈ پر گری۔

ثنا نے آرام سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس کے سامنے کھڑی اس کی غیر حالت کو ملاحظہ کر رہی تھی۔

''فلرٹ کر رہا ہو گا؟''

''نہیں، معقول بندہ ہے، فلرٹی ہوتا تو سب سے پہلے مجھ پہ ہاتھ صاف کرتا۔''

''تو پھر کیوں؟''

''اب یہ تو وہی بتا سکتا ہے ناں کہ کیوں؟'' وہ شاک کے زیرِ اثر بے اختیار ہو کر اور ثنا اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے جواب دیتی گئی۔

''مجھے فوجی سے ہی محبت کرنی ہے، چاہے کوئی اور کتنا ہی معقول کیوں نہ ہو۔'' دونوں ہاتھ کمر پر رکھے، آنکھیں سکیڑ کر ثنا کے عین سامنے کھڑے ہو کر دھڑلے سے کہا گیا تھا۔ وہ شاکڈ ہوئی، الجھی اور اب وہ ہی ہنیا تھی۔

''ایک فوجی..... جو کہ ابھی فی الوقت کہیں بھی موجود نہیں ہے اور جس کے موجود ہونے کے چانسز بھی نظر نہیں آ رہے۔ تم اس نہ دکھنے والی مخلوق کے پیچھے کتنوں کو ریجیکٹ کرو گی۔ آخر کتنوں کو؟ آرمی والے عموماً اپنی ہی کلاس میں شادی کرتے ہیں، تمہیں سمجھنا چاہیے۔ بچی نہیں ہو اب تم..... فار گاڈ سیک بڑی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو جاؤ۔'' انداز برہم اور تپا ہوا..... ثنا نے اس کی کلاس لینی چاہی تھی۔

''آئی ایم سوری..... میں دستبردار نہیں ہو سکتی۔ یہ اختیار سے باہر ہے۔'' ہاتھ اٹھا کر قطعی انداز میں کہا گیا تھا۔

''ہنیا، وہ تمہیں پسند کرتا ہے، یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔'' ثنا شاکڈ تھی۔

''تو.....؟ میں تو نہیں کرتی ناں.....؟ اور یہ بات کیا کوئی اہمیت نہیں رکھتی؟''

''definitely یہ بات اہمیت رکھتی ہے لیکن تم ایک احمقانہ چیز کے پیچھے اس کو ریجیکٹ کر رہی ہو۔'' ثنا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ بات اسے کیسے سمجھائے..... گھول کر اسے پلا دے یا پھر کسی طرح سے اس کے ذہن میں انجیکٹ کر دے۔

''یو نو ثنا..... ہر شخص لائف پارٹنر کے حوالے سے اپنی مرضی کرنے کا اختیار و حق محفوظ رکھتا ہے، میں تو شاید آرمی بھی اسی لیے جوائن کرنا چاہتی تھی اور یہ بات جیسے شوگر کوٹڈ تھی۔ اور جب کوٹ ہٹا تو کسی برہنہ حقیقت کی طرح سامنے آ گئی۔ تم مجھے قائل نہیں کر سکتی اور میں اس سے کسی بھی طرح دستبردار نہیں ہو سکتی۔ سوری.....'' ثنا نے اس کی ہٹ دھرمی پر اُف کے انداز میں اسے دیکھا تھا۔

''تو تمہارا معیار صرف ایک لفظ ہے..... ملٹری مین؟'' لہجے میں تاسف شدت سے گھلا ہوا تھا۔

''ہاں.....'' اور وہاں جیسے سمجھنے پہ وہ تیار ہی نہیں تھی۔

''ویل..... میں تمہیں مجبور نہیں کرتی..... صرف اتنا کہتی ہوں کہ ایک دفعہ مل لو اس سے۔ میری کہی بات سے اس کی تسلی ہو گی نہ ہی وہ مانے گا..... تم خود کہو گی تو زیادہ بہتر ہو گا۔ ان فیکٹ..... میں اسے یہ کہنا ہی نہیں چاہتی..... یہ بہت مشکل کام ہے، خود ہی کرو.....'' وہ یک دم ہی بے مروت ہوئی تھی۔

''ثنا.....'' وہ ٹھٹکی۔

''نہ بابا، میں نہیں تم خود..... میں یہ بات ہرگز، ہرگز نہیں ماننے والی۔''

''پلیز!''

''نو نیور.....'' اب ثنا کی ہٹ دھرمی عروج پر تھی۔

☆☆☆

کیا یہ محض اِک نظر کی بات تھی اور بس.....

ہاں، یہ محض اِک نظر کی بات تھی اور بس وہی اِک نظر جو کہ چھید ڈالتی ہے۔ محبت ایک سمندر اور ذات ایک کشتی..... اور کشتی کی مرضی..... وہ کیا چاہتی ہے، وہ کیا کہتی ہے کہ اس کے بند کھول دیے جائیں؟ لنگر اٹھا دیا جائے؟ بادبانوں کو سمندر کی تمکین ہوا کے سپرد کر دیا جائے۔ پانی کے بہاؤ پہ آزاد کر دیا جائے..... نہ چپو چلے نہ کوئی سمت مقرر ہو کہ وہ صرف پانیوں پہ بہنے کے لیے ہے اور وہ دور تک پانی کے اوپر رواں رہنا چاہتی ہے۔ بے مقصد، آزاد، تازہ ہواؤں کی باس سے لطف اندوز ہونا چاہتی ہے۔ اور یہ ہوائیں جب اس کے بادبان کو دھکیلتی ہیں تو اس کے اندر ایک سرشاری سی بھر جاتی ہے۔ مگر ہوتا کیا ہے..... اِک عمر آزادی سے تیرنے کے بعد کوئی لمحہ، کوئی وقت، کوئی ساعت ایسی آتی ہے جو کہ کشتی کے پیندے میں چھید کر ڈالتی ہے۔ چاہے ایک نقطہ برابر ہی سہی چھید ہو جاتا ہے اور پانی آہستہ، آہستہ ایک مستقل مزاجی کے ساتھ پیندے کی لکڑی میں بھرنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھیلنے لگتا ہے، اس کی خشکی کو نمی میں بدلنے لگتا ہے..... کشتی بوجھل ہونے لگتی ہے مگر عین اس وقت جب وہ بھرنے کے عمل میں ہوتی ہے تو اسی وقت ڈوبنے کا عمل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اسی مستقل مزاجی کے ساتھ کہ جس سے پانی اندر داخل ہو رہا ہوتا ہے پھر اور پھر کشتی ڈوب جاتی ہے، غرق ہو جاتی ہے اور جب وہ غرق ہو کر ڈوب کر سمندر کی تہ سے ٹکراتی ہے تو جانتی ہے کہ.....

''محبت کے سمندر پر ''فن'' تیرنا نہیں بلکہ ڈوبنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔" اور یہ ڈوبنے کا عمل..... یہ اسی اِک نظر سے شروع ہوتا ہے، وہ ہی ایک نظر جو چھید ڈالتی ہے۔ تو وہ بھی تو اسی اِک نظر کا مارا ہوا تھا۔ چھوٹا سا سہی..... مگر اس کی ذات میں ایک چھید ہو چکا تھا۔ پانی بھر رہا تھا تو کیا وہ ڈوب جائے؟ ہاں ٹھیک ہے، ڈوب ہی جانا چاہیے۔ ہاتھ پاؤں مارنے کا کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں..... ڈوب تو پھر بھی جانا ہی ہے۔ تو ہاتھ پاؤں مارے ہی کیوں جائیں؟ خود کو آزاد کیوں نہ چھوڑ دیا جائے۔ حیدر روز بروز اپنی ذات میں اس چھید کا حجم بڑھتے دیکھتا تھا اور اپنی قوت کو صفر پاتا تھا۔ وہ ہی قوت جس سے مزاحمت کی جاتی ہے، وہ ہی قوت جس سے ہاتھ پاؤں مارے جاتے ہیں۔ تو تب وہ خود سے سوال کرتا۔

"کیا میں ڈوب جاؤں؟ خود کو آزاد چھوڑ دوں..... مزاحمت کی کوشش ترک کردوں؟ ہاں تو اب ڈوب ہی جانا چاہیے کہ یہاں..... اس سمندر میں..... فن تیرا کی نہیں بلکہ ڈوبنا ہے۔"

☆☆☆

فوجی بیس کیمپ نزدیک تھا تو حادثے کی اطلاع فوراً وہاں تک پہنچ چکی تھی۔ اب ریسکیو آپریشن جاری تھا۔ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ فوجی جیپ اور ٹرک بری طرح سے تباہ ہو چکے تھے۔ کسی کے بچنے کی امید نہیں تھی۔

ہیلی کاپٹر سے فضائی معائنہ کیا جا رہا تھا۔ جہاں پر کوئی باڈی دکھائی دیتی تھی..... ایک جوان رسے کی مدد سے نیچے اتارا جاتا۔ وہ باڈی کی سانس چیک کرتا، زندہ ہے یا..... اور انہیں ابھی تک ایک بھی جسم سانس لیتا ہوا نہیں ملا تھا۔ جلے ہوئے، بری طرح مسخ چہرے والے جسم..... اگر ایمبولینس سے باڈی ری کور کی جاسکتی ہوتی تو ایمبولینس کو اطلاع کی جاتی..... آلات کی مدد سے اسے ٹھیک، ٹھیک پوزیشن سمجھائی جاتی اور پھر سے..... کسی اور باڈی کی تلاش شروع کردی جاتی۔ یہ جبل الدخان کا فوجی بیس کیمپ تھا۔ اور حملہ باغیوں کی جانب سے ہوا تھا۔

یہ اسی کارروائی کا جواب تھا جو کہ کل رات ان کے خلاف کی گئی تھی۔ ان باغیوں نے اس صحرائی علاقے میں اِک طوفان اٹھا رکھا تھا۔ پورا علاقہ ان کی کارروائیوں سے میدانِ جنگ بنا ہوا تھا۔ خون بہتا تھا یوں جیسے کہ پانی ہو تو پانی اور خون برابر ٹھہرے۔

ایک انسان کو مارنا یوں تھا جیسے پانی سے بھرا گلاس بے پروائی سے زمین پر پھینک کر خالی کردیا جائے۔ اس کا کیا ہے یہ تو پھر مل جائے گا۔ پانی تو پھر مل جائے گا کہیں سے بھی..... وہ مل ہی جائے گا۔ تو خون اس طرح سے بہایا جاتا تھا۔ بے پروائی سے، بے حسی سے کسی بھرے گلاس کے پانی کی طرح.....

☆☆☆

لاثانیہ کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ ہال میں پہنچا اور اِک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں دوڑائی۔ وہ اِک پُرسکون نشست کی تلاش میں تھا اور جب وہ ہال میں نظریں دوڑا رہا تھا تو یک دم اس کی نظریں ایک جگہ پر فوکس ہو کر ساکت ہوئیں۔ اس نے اس نشست کی طرف غور سے دیکھا..... حیران ہوا..... بازو پر بندھی گھڑی کا ڈائل آنکھوں کے سامنے کیا..... پھر وال کلاک کی طرف نظر کی..... جو کہ ریسپشن ڈیسک کے پیچھے والی دیوار پر آویزاں تھا۔

دونوں گھڑیوں نے اِک ہی ٹائم بتایا تھا۔ اس نے پھر سے حیرانی سے اس نشست کی طرف دیکھا۔ وہ جس سے ملنے آیا تھا..... وہ وہاں پہلے سے موجود تھی اور وہ لیٹ نہیں ہوا تھا۔ محترمہ جلدی آگئی تھیں۔ "اتنی بے قراری.....؟" اور یہ بات اسے خوش نہیں حیران کر رہی تھی۔ کوئی لڑکی..... کسی لڑکے سے ملنے کے لیے اس سے پہلے آجائے تو اس کا مطلب.....؟ وہ حیدر..... اس بات کا مطلب سمجھ سکتا تھا نہ اس جلدی کی وجہ جان سکتا تھا۔ وہ جلدی کیا جان چھڑانے کی تھی۔ خیر..... اس نے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر سر جھٹکا اور نشست کی طرف بڑھنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور جیسے، جیسے وہ نشست کے قریب ہو رہا تھا۔ ویسے، ویسے اس کی چال میں سستی آ رہی تھی..... بالآخر وہ ایک پوائنٹ پر آ کر رک گیا۔ اب..... بھی کچھ فاصلہ برقرار تھا کہ وہ رک گیا تھا۔

وہ کیوں رکا.....؟ وہ آج کا دوسرا جھٹکا کھا کر رکا۔

''ناٹ اگین.....'' وہ بھنا ہی تو اٹھا تھا۔ جب ہال میں داخل ہو کر اس نے تمام نشستوں کی طرف نظر دوڑائی تو اسے صرف ہنیا ہی نظر آئی تھی۔ زاویۂ نگاہ ایسا تھا کہ ہنیا کے ساتھ جو کوئی بھی براجمان تھا..... وہ نظر نہیں آیا تھا۔

اسے دیکھتے ہی وہ یوں ہو گیا تھا جیسے پورے ہال میں اندھیرا ہو اور اسپاٹ لائٹ بس ہنیا پہ ہی فوکس ہو..... روشنی صرف اُدھر ہی ہو، باقی سب اندھیرے میں چلا گیا تھا۔ اور جب وہ نشست کے قریب سے قریب تر ہوتا گیا تو سامنے براجمان دوسری ہستی بھی نظر میں آ گئی تھی، وہ ثنا تھی۔ بے حد خفگی سے وہ ان کی طرف بڑھا تھا۔

'' آپ دونوں خواتین کانفیڈنٹ بھی ہیں اور بولڈ بھی..... آپ دونوں کو اس پورے شہر میں اکیلے آنے جانے سے بھی کوئی مسئلہ نہیں تو پھر کیا میں پوچھ سکتا ہوں مجھ پر یہ ظلم کیوں؟'' غصے کا تیکھا پن لیے ایک آواز آئی تھی۔

ان دونوں نے ایک ساتھ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ لائٹ گرے پلین ہاف بازوؤں والی ڈریس شرٹ کے اوپر ڈارک گرے ویسٹ کوٹ..... بلیک ٹائی اور ڈارک گرے ہی پینٹ میں ملبوس وہ دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے کھڑا تھا۔ دونوں بھوؤں کے درمیان ایک بل تھا۔ چہرے اور آواز کے برعکس آنکھوں میں شدید خفگی..... ان دونوں نے اس سے نظریں ہٹا کر ایک دوسرے کو دیکھا مسکراہٹ ایک ساتھ دونوں کے قابو سے باہر ہوئی۔ ہنیا رخ بدل کر مسکرائی جبکہ ثنا اسے دیکھ کر ہنس دی۔

''میں نے آپ کا ایونٹ خراب کیا؟'' ثنا نے شرارت سے کہا۔

''جی.....'' تیکھا پن ابھی تک برقرار تھا۔

ثنا نے مسکراتے ہوئے جگہ چھوڑ دی۔

''یہ جو ہے ناں یہ اتنی سی.....'' ثنا نے شہادت کی انگلی کی پور پہ انگوٹھا رکھ کر مقدار واضح کی۔ (جو کہ بے حد کم تھی)

''اتنی سی، نروس تھی، اس لیے۔'' اور پھر اس لیے کہتے ہوئے اس نے کندھے اچکائے تھے۔ اس کے ماتھے کا بل کچھ کم ہوا۔

''میں جا رہی ہوں۔'' ثنا اپنا پرس سنبھالتے ہوئے بول اٹھی۔

''اب آپ کہاں جائیں گی؟''

''ڈرما ٹالوجسٹ سے اپائنمنٹ ہے میری۔ یہاں قریب میں ہی اسپتال ہے۔ وہاں ہی جا رہی ہوں۔'' حیدر نے ایک گہری سانس بھری تھی اور ساری خفگی اڑن چھو..... اس نے پیچھے ہٹ کر ثنا کو راستہ دیا..... ثنا ٹیبل اور کرسیوں کے درمیان سے نکل کر باہر جانے والے راستے پر مڑ گئی تھی۔ وہ چند لمحے ثنا کو جاتا دیکھتا رہا اور پھر دونوں ہاتھ جیبوں میں سے نکالے..... سر کھجایا اور اس کے سامنے آ بیٹھا۔

''کیسی ہیں آپ؟''

''بالکل ٹھیک ہوں۔''

''کیا لیں گی؟''

''کوئی بھی سافٹ ڈرنک.....'' وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھے بغیر بات کر رہے تھے۔

حیدر بالکل بھی نروس نہیں تھا اور وہ ''اتنی سی'' نروس تھی بھی تو محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

مشروب سرو ہونے تک وہ خاموش بیٹھے رہے۔

''پلیز.....'' حیدر نے اسے گلاس اٹھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہنیا نے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ نزاکت سے ایک گھونٹ بھرا اور ٹیبل پر رکھ دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو آپ ایک فوجی سے ہی شادی کرنا چاہتی ہیں۔'' ہاتھ میں پکڑے بلوریں وائن گلاس کی چکنی سطح پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا۔

ہنیا نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ بلکہ وہ گلاس کے مشروب کو گھور رہا تھا۔

''ثنا.....'' اس نے بے اختیار دانت پیسے۔ تو گھر کا بھیدی لنکا ڈھا گیا تھا۔

''جس نے آپ تک یہ انفارمیشن پہنچائی..... اس نے یقیناً سیاق وسباق سے بھی آگاہ کر دیا ہوگا کہ نہیں؟'' اب کہ ہنیا کی دونوں بھوؤں کے درمیان ایک بل تھا اور وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔ حیدر نے مشروب کا ایک گھونٹ پیا اور گلاس ٹیبل پر رکھا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

''میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔'' اور اس نے بے اختیار رخ بدلا۔ وہ بولڈ تھی..... کانفیڈنٹ بھی تھی مگر وہ یہ سب اسے نہیں بتا سکتی تھی، سمجھا نہیں سکتی تھی۔

''آپ کو سمجھنا چاہیے کہ میں اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں، آپ میرے اس حق پر مجھ سے آرگیو نہیں کر سکتے.....'' انداز ٹھہرا ہوا تھا۔

''آپ آئیڈیلزم کا شکار ہیں۔'' حیدر نے طنز سے کہا وہ اپنے چہرے پر اس کی تیز نظریں محسوس کر سکتی تھی۔

''آپ کا اپنی لائف پارٹنر کے حوالے سے کچھ تو معیار ہوگا، کچھ تو مثلاً یہ کہ وہ پڑھی لکھی ہو یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خوب صورت ہو..... ٹھیک اسی... طرح سے میرے بھی کچھ معیار ہیں اور اگر آپ انہیں آئیڈیلزم کا نام دے رہے ہیں تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔'' وہ اسی طرح ماتھے پر بل لیے گہری سنجیدگی سے بولی تھی۔

''ہنیا..... آپ کے سامنے ایک شخص بیٹھا ہے، ایک عہدہ، ایک ملازمت ہے اس کے پاس..... اچھی فیملی سے ہے اور سب سے بڑھ کر وہ آپ کو پسند کرتا ہے، محض ایک سرسری سی ملاقات کے بعد سے ہی وہ آپ کو پسند کرتا ہے، کیا اس جذبے کی کوئی قدر، کوئی اہمیت نہیں؟'' ہنیا نے.... بے اختیار نظریں جھکا لی تھیں۔

''میں نے آرمی کو جوائن کرنا چاہا، میں نہیں کر سکی اور اب میں..... میں..... مگر آپ نہیں سمجھ سکتے اس خواہش کو..... بالکل نہیں۔'' وہ زچ ہو رہی تھی۔

''میں سمجھ سکتا ہوں۔'' وہ ترنت اس کی بات کاٹ کر بولا تھا۔ ہنیا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

''سمجھ سکتا ہوں کہ خواہشات شدید ہوتی ہیں، آپ سے ملنے کے بعد میں اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں ورنہ میں یہاں بیٹھ کر ایک لڑکی کو آرگیو نہ کر رہا ہوتا۔'' وہ براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر..... خطرناک سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

ہنیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ کر نظریں جھکائیں کوئی بھی جذبہ اپنی شدت کا پتا دیتا ہے، ضرور دیتا ہے اور وہ دے رہا تھا۔ کسی کی سچائی دل پر اثر کرتی ہے اور ضرور کرتی ہے اور اس نے اثر کیا بھی تھا مگر.....

''آپ سمجھ لیجیے کہ جیسے آپ جس شدت کے ساتھ مجبور ہیں ویسے ہی میں بھی، اتنی ہی شدت کے ساتھ مجبور ہوں۔'' ایک وقفے کے بعد وہ مدھم لہجے میں بولی پائی تھی۔ وہاں یک دم ایسی ناگوار خموشی... سرعت سے پھیلی تھی کہ جسے وہ دونوں محسوس نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حیدر نے اِک تیز نظر سے اسے دیکھا پھر وہ چند لمحے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو گھورتا رہا..... اس کے جبڑے یک دم بھنچ سے گئے۔ اس نے یک دم اِک سانس میں گلاس خالی کیا اور تقریباً پٹخنے کے سے انداز میں اسے ٹیبل پر رکھا تھا۔ ہنیا اٹھ کر جانا چاہتی تھی بہت عجیب محسوس ہو رہا تھا مگر یہ کہ وہ اتنی کنفیوز تھی کہ اٹھ کر جا نہ سکی تھی۔ حیدر نے کرسی سے ٹیک لگائی اور اسے دیکھنے لگا۔ تیز، پُراثر ناراض نظروں سے۔

''لک آئی ایم سوری.....'' ہنیا نے کچھ....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے آرام ہوتے ہوئے کہا۔ حیدر نے دھیان نہ دیا۔ وہ فوری اِک فیصلہ کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے اور اسے چھوڑ دے؟ بھول جائے اس طرح سے کہ "وہ" کھو جائے یا کہ..... یا کہ "وہ" اس نے اس تکلیف، اس نقصان کا حساب لگانا چاہا جو اس کے کھونے سے وجود میں آنے والی تھی، محبت کی دشمن، عقل اور انا..... اور وہ مرد تھا، عقل اور انا اسے مجبور کرتی تھی اور دل کہتا تھا کہ وہ دوسرا فیصلہ کرے..... ایسا فیصلہ جو انا کو قبول نہ ہوتا مگر دل راضی ہوتا..... اس نے ایک گہری سانس بھرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا اور ویسٹ کوٹ کی چیسٹ پاکٹ سے کچھ نکالا، ٹیبل پر رکھا ہنیا کو دیکھا۔ ہنیا چونک کر متوجہ ہوئی اور پھر ذرا سی حیرت کے ساتھ اس کی حرکت ملاحظہ کی تھی اور ان آنکھوں کی حیرت سوال اٹھاتی تھی۔ حیدر نے جواباً انگلیوں تلے دبی چیز کو ٹیبل کی سطح پر سلائڈ کرتے ہوئے ہنیا کے آگے کیا تھا۔ مگر اس پر سے ہاتھ نہ اٹھایا تھا۔ ہنیا نے اس کے حرکت کرتے ہاتھ کو اپنے سامنے رکتا دیکھا تھا اور فلیش بیک..... اس نے لائبریری کی۔ استقبالیہ میز پر بھی اسی طرح سے کارڈ سلائڈ کرتے ہوئے ہنیا کے آگے کیا تھا آج بھی وہی انداز..... اور شاید وہ ہی کارڈ تھا..... ان دونوں نے پھر سے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا..... ہنیا کی نظریں کچھ پوچھتی تھیں اور حیدر کی نظریں کہتی تھیں کہ سارے کے سارے جواب اس کے ہاتھ تلے موجود ہیں۔ اس نے ہاتھ کی انگلیاں ہٹائیں مگر شہادت کی انگلی اب بھی کارڈ کے کونے پہ موجود تھی۔ نام واضح ہوا۔

"حیدر علی!" ہنیا نے الجھ کر اسے دیکھا۔ حیدر نے اپنی وہ انگلی بھی ہٹالی اور کارڈ اٹھا کر عین اس کی نظروں کے سامنے کیا تھا ہنیا اس ساری صورت حال سے ذرا بیزار ہوئی اور اسی بیزاری کے ساتھ آنکھوں کے عین سامنے موجود اس کارڈ کو دیکھا اور..... اور زندگی کا اِک زبردست جھٹکا، اِک ہی لمحے..... وقت کی اِک ساعت میں قید اس کا منتظر تھا کہ کب ہنیا ذوالفقار کی نظریں اس کارڈ پر لکھے نام کو پڑھیں اور وہ لمحہ..... وہ ساعت اپنی تمام تر شدتوں کے ساتھ اس پر حاوی ہو کر اس کو زندگی کے اِک زبردست جھٹکے سے... دوچار کر سکے تو لمحہ آچکا..... ساعت آن پہنچی، اب کہ ہنیا کی آنکھوں نے اس وزیٹنگ کارڈ پر لکھے اس سہ حرفی نام کو پڑھا اور آنکھیں آخری حد تک پھیل گئی تھیں۔ وہ چند لمحوں تک حرکت نہ کر سکی تھی اور پھر اس نے شاکڈ ہو کر سامنے موجود شخص کو دیکھا۔ پھر نام کو پھر اسے اور اِک بار پھر اس نام کو..... کھلے منہ پر ہاتھ کی انگلیاں رکھے، پسپا ہونے والے انداز میں اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی تھی، اِک لمحے کا توقف پھر وہ اچانک آگے کو ہوئی اور جھپٹا مار کر اس کے ہاتھ سے کارڈ لیا تھا۔ اس نے کارڈ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر آنکھوں کے قریب لے جا کر یقین کرنے کے واسطے اِک بار پھر پڑھا اور ذرا تفصیل سے پڑھا۔ وہ اِک یقینی بے یقینی کے ساتھ اس کارڈ کی عبارت کو پڑھتی تھی جلدی، جلدی، تیزی سے..... جیسے اِک نظر میں ہی ساری عبارت کا متن جان لینا چاہتی ہو۔ وہ اِک وزیٹنگ کارڈ تھا اور سہ حرفی نام..... وہ ہی نام کہ جس نے ہنیا کو زندگی کے سب سے بڑے دھچکے سے دوچار کیا تھا۔ وہ نام کیا تھا۔

"کیپٹن حیدر علی....." اور نام پڑھتے ہی اس کے اردگرد عجب سناٹا اِک زوردار دھماکے سے پھیلا تھا۔ اس نے حیدر کو دیکھا اور حیدر..... وہ اسے دیکھتا تھا اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ اس کے جبڑے اب بھی سختی سے بھنچے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں میں، اس کی آنکھوں میں وہ تاثر تھا جس نے ہنیا کے دل کو ڈوبنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی گردن کی پشت پر پسینے کی اِک دھار سی بہتی ہوئی محسوس کی تھی اور اس پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ انکار کر چکی تھی..... انکار.....!

(باقی آئندہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY